شہزادہ غوث الثقلین **سید محمد انور گیلانی** مدظلہ العالی

کا

سفرنامہ زیاراتِ ترکی

اعداد و تقدیم
سید حسنین محی الدین گیلانی حموی

تحریر و تحقیق
افتخار احمد حافظ قادری

1st Edition

Be so tolerant that your heart becomes wide like the ocean. Become inspired with faith and love for others. Offer a hand to those in trouble, and be concerned about everyone.

Islamabad, 13 July 2013
RUMI/2013/78

Mr. Iftikhar Ahmad Hafiz Qadri
999/A-6, Street 9
Afshan Colony, Rawalpindi Cantt.

Dear Iftikhar Sahib,

I have received with thanks your generous gift, "*Bargah-e-Sayyed Badshah Rahmatullahi Alayh ... ta ... Bargah Mawlana Room Rahmatullahi Alayh*" – a picturesque travelogue which appreciably chronicles your visit to various cities in Turkey with Syed Muhammad Anwar Gilani Sahib.

I must say that with your book you provide the readership in Pakistan with the great opportunity to come to know about the Sufi traditions in Turkey as well as the mosques of great significance, various Ottoman sultans and saints, precious relics from the time of Rasulullah (s.a.s) kept at the Topkapi Palace and in mosques like the Hirka-e-Sharif in Fatih, Istanbul, and the burial places of illustrious Companions of Rasulullah (s.a.s).

Moreover, your far-reaching details about the visits to the three capitals of the Ottoman State i.e. Bursa, Edirne and Istanbul, harmonize with the comprehensive accounts regarding the lives, works and the last resting places of Mawlana Jalaluddin Rumi in Konya, Hacı Bayram-ı Veli in Ankara and Seyyid Burhanuddin in Kayseri.

By introducing such heritage of Turkey to the faithful in Pakistan, you have rendered an indispensable service, indeed. The way your book vividly depicts the historical and religious sites in the visited cities, it also takes the readers along on a virtual journey as they study about the meetings you had with the opinion leaders of the *Mawlawi*, *Qadri*, *Malaami* and *Jarrahi* Sufi lodges in various cities; in this way, they feel about the heart-to-heart connections and spiritual perceptions you had established during your sojourn in Turkey.

Thank you once again for your insightful gift. Please accept my highest commendations for your inspirational book which is to serve for illuminating the people of Pakistan about the common heritage they share with Turkey.

With profound regards and prayers,

Suat Erguvan
Vice President
Rumi Forum

ISLAMABAD
9, Sumbal Road, 44000, F-10/2
+92 51 221 2250
+92 51 211 2186
islamabad@rumiforum.pk

KARACHI
17-B2, Khayaban-e-Bahria, Phase 5, DHA
+92 21 388 36 54
+92 21 358 21 835
karachi@rumiforum.pk

LAHORE
91-K, J1 Block, Johar Town
+92 42 359 56 328
+92 42 359 57 328
lahore@rumiforum.pk

MULTAN
1-A, Gulgasht Colony
+92 61 622 10 02-03
+92 61 651 29 66
multan@rumiforum.pk

www.rumiforum.pk

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَ اَصۡحَابِکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

سید و سرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نورِ جان
مہتر و بہتر شفیعِ مجرمان

(رومی رحمۃ اللہ علیہ)

تحریر و تحقیق افتخار احمد حافظ قادری

تاریخِ اشاعت مئی 2013ء / جمادی الثانی 1434ھ

تعدادِ اشاعت 1100 (گیارہ صد)

ناشر **انجمن خدامِ غوثیہ**

سدرہ شریف، ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان

ویب سائٹ www.sidrasharif.com

ہدیہ -/325 روپے

رابطہ 1- دربارِ عالیہ قادریہ گیلانیہ

سدرہ شریف، ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان، موبائل: 0346-7864311

2- افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس، 6-A/999، گلی نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

موبائل: 0344-5009536، 0347-5239700

شہزادۂ غوث الثقلین، نقیبُ الاشراف

سید محمد انور گیلانی مدظلہ العالی

کا

''سفرنامہ زیاراتِ تُرکی''

نادر و یادگار قدیم و جدید تصاویر کا خزانہ

اعداد و تقدیم

صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی حموی

از مؤلف

افتخار احمد حافظ قادری

1434ھ/2013ء

فہرست

کتاب کے اندر نادر، قدیم وجدید تصاویر کا خزانہ (رنگین) ملاحظہ فرمائیں۔

ھدیۂ تبریک و شکر

زیرِ نظر کتاب میرے برادر افتخار احمد حافظ قادری کی ۳۳ ویں علمی کاوش ہے جو لائقِ تحسین ہے۔ کتاب ہٰذا ترکی کی زیارات کا سفر نامہ ہے جس میں ترکی کی اہم و مشہور زیارات اور قادری رفاعی خانقاہوں کا تعارف شامل ہے۔ عثمانی سلطان سلیم اوّل کے حالات پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ فتح مصر کے بعد کس طرح تبرکات نبویہ و مقدسہ کو آستانہ خلافت استنبول میں جمع کرنے کا آغاز ہوا۔ انقرہ میں سلسلۂ بہرامیہ کے سرخیل حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ کے پُرکیف احوال کتاب میں شامل ہیں جو لائقِ مطالعہ ہیں۔

سرزمین قونیہ شریف جس کو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے **"مدینۃ الاولیاء"** کا لقب عنایت فرمایا اُس شہر، حضرت مولانا کے مفصل حالاتِ زندگی، حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات، حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی عقیدت، محرکِ مثنوی حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ اولین حضرت شیخ برہان الدین محقق ترمذی کے رُوح پرور احوال اس سفر نامہ کی زینت ہیں۔ اس کے علاوہ قدیم و جدید نادر رنگین تصاویر کا خزانہ ہے جن کی زیارت سے آپ کی آنکھوں کو کیف و سرور حاصل ہوگا۔

سفرِ زیاراتِ ترکی کے دوران جن شخصیات نے اپنی محبتوں اور شفقتوں کا مظاہرہ کیا میں اُن تمام شخصیات کا شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص سیٹھ عبدالوحید صاحب کے دو صاحبزادوں محمد جواد اور غلام مرتضیٰ میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں۔

سفر نامہ ہٰذا کی اشاعت پر اپنے نائب و ولی عہد صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی اور افتخار احمد حافظ قادری کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں جن کی کوششوں سے یہ روحانی و بابرکت سفر نامہ منظرِ عام پر آیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں مزید خیر و برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سید محمد انور گیلانی

سجادہ نشین دربار قادریہ گیلانیہ رزاقیہ، سدرہ شریف، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۵ اپریل ۲۰۱۳ء

زیاراتِ مقدسہ

عظیم عاشقِ رسول ﷺ وصاحبِ دلائل الخیرات شریف حضرت سیدنا محمد بن سلیمان الجزولی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ مبارک ہے کہ آپ اولیائے کرام کی زیارت کو اپنا معمول بنالیں۔

عَلَیْکُمْ زِیَارَۃِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ۔

اولیاء اللہ اور اُن کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت ہمارے اسلاف کی سنت ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، امام الائمہ اور عظیم فقیہ ہونے کے باوجود اولیاء اللہ اور درویشوں کی خدمت میں حاضری دیتے کیونکہ اہل اللہ کی صرف زیارت ہی ہر سوال کا جواب ہوتی ہے اور اُن کی وساطت سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوتے تو سیدۃ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ اولیاء اللہ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد اُن کی بارگاہوں میں حاضری بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کسی صورت میں رائیگاں نہیں فرماتے۔ بے شک ہم کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہوں؟ وہ اپنے مقبول بندوں کے وسیلہ سے ہم جیسے گناہ گاروں کی دُعائیں بھی قبول فرماتا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تو اولیاء اللہ کی صحبت سے دور ہو گیا تو سمجھ لے کہ درحقیقت تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دور ہو گیا۔

چون شدی دُور از حضورِ اولیاء
در حقیقت گشتۂ دُور از خدا

قرآن پاک میں "سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ" زمین کی سیر وسیاحت کے ساتھ ایک دوسرے مقام پر "فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ" اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے آثارِ مبارکہ کی زیارت کرنے کا بھی ارشادِ خداوندی موجود ہے جو اپنے اندر وسیع معارف ومعنی کا ذخیرہ محفوظ کئے ہوئے ہے۔ دنیاوی اسباب کی موجودگی کے ساتھ اگر ذوق وشوق کی دولت بھی میسر ہو تو مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے ایک مرتبہ ترکی ضرور جانا چاہئے کیونکہ اس برادر اسلامی ملک کا ایک شہر تو سرکارِ مدینہ ﷺ کی بشارت کا ثمر ہے اور ایک دوسرے شہر قونیہ شریف کو "**مدینۃ الاولیاء**" کا مقام ولقب حاصل ہے۔ برادر ملک ترکی حنفی

المسلک صحیح العقیدہ مسلمانوں کا زرخیز خطہ ہے اور ترکی کی عوام پاکستانیوں سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ اس ملک میں اولیائے کرام کے آستانے اور درگاہیں موجود ہیں جن سے لوگ آج بھی فیض حاصل کر رہے ہیں۔

آستانۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ سدرہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) کے سجادہ نشین، نقیب الاشراف، شہزادۂ غوث الثقلین حضور سید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی اس بندۂ ناچیز پر ہمیشہ کرم و مہربانی فرماتے ہیں اور اسی محبت کے نتیجے میں آنجناب سے قربت اور طویل ملاقاتوں کا شرف بھی حاصل رہتا ہے۔ اکثر ان ملاقاتوں کا مرکز و محور اور موضوعِ سخن اولیائے کرام اور اُن کے آستانے ہوتا ہے کیونکہ یہ مبارک ذکر کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

تَنَزِلُ الرَّحمَةُ عِندَ ذِکرَ الصَّالِحِینَ

(نیکیوں کا ذکر کرنے سے رحمت کا نزول ہوتا ہے)

اس بندہ کو تین بار ملک ترکی میں زیاراتِ مقدسہ کیلئے حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے، جس کے نتیجہ میں دو کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ ان روحانی حاضریوں کی تفصیل کو شہزادۂ غوث الثقلین کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جنہیں آپ نے نہایت ذوق و شوق سے سماعت فرمایا اور بالخصوص شہر استنبول اور اُس کے مقاماتِ مقدسہ اور قونیہ شریف میں بارگاہِ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہ صرف انتہائی عقیدت اور دلچسپی کا اظہار فرمایا بلکہ پیشن گوئی بھی فرمادی کہ ان شاء اللہ العزیز مقررہ وقت پر ضرور ان مقامات پر حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔ کچھ عرصہ قبل برادرِ ملک ترکی کے مشائخ کے ایک وفد نے جب سدرہ شریف حاضری اور شہزادۂ غوث الثقلین سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تو انہوں نے بھی آپ کو زیاراتِ ترکی کی دعوت دی جس نے آپ کے جذبۂ ذوقِ سفر کو مزید جلا بخشی اور پھر مقررہ وقت پر زیاراتِ ترکی کا پروگرام طے ہوا، گو کہ یہ بندہ اِس قابل تو نہیں لیکن شہزادۂ غوث الثقلین کی شفقت و مہربانی کہ آپ نے اس بندہ کو ایک بار پھر اپنا شریک سفر بنانے کا شرف بخشا۔ یہ روحانی قافلۂ عشق و محبت تین افراد پر مشتمل تھا۔

۱۔ شہزادۂ غوث الثقلین حضور قبلہ سید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی

۲۔ ولی عہد و صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی مدظلہ العالی

کتاب کے اندر نادر، قدیم وجدید تصاویر کا خزانہ (رنگین) ملاحظہ فرمائیں۔

فتح قسطنطنیہ کی بشارت نبوی ﷺ

استنبول کا قدیم نام قسطنطنیہ تھا۔ جس کی بنیاد بازنطین کے نام سے 658 قبل مسیح رکھی گئی۔ اس شہر کے اور بھی کئی نام رکھے گئے لیکن جب 330 عیسوی میں رومی بادشاہ "قسطنطین" نے اس خوبصورت شہر کے جغرافیائی محل وقوع کی اہمیت کے باعث اس شہر کو بازنطینی عیسائی سلطنت کا دارالحکومت قرار دیا تو اُسی بادشاہ "قسطنطین" کے نام سے اس شہر کا نام قسطنطنیہ مشہور ہوگیا۔

سرکار مدینہ سید الاولین والآخرین ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام کی بابرکت محفل میں شہر قسطنطنیہ کی فضیلت اور اُس کی فتح کی بشارت دیتے ہوئے اپنی زبانِ گوہرفشاں سے ارشاد فرمایا

"لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطُنْطُنِيَه فَلَنِعْمَ الْاَمِيْرُ اَمِيْرُهَا وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ" (مسند احمد، المستدرک)

تم ایک دن قسطنطنیہ کو فتح کرلو گے، اس فاتح لشکر کا سپہ سالار، کیا خوب سپہ سالار ہوگا! اور وہ فوج بھی کیا عجب شان والی فوج ہوگی۔

ایک دوسری حدیثِ مبارکہ جس کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی محدثین نے ذکر فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ" لَهُمْ"

میری امت کی پہلی فوج جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گی اسے بخش دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم حدیث رقم 2766 صفحہ 1069)

سرکار دوعالم ﷺ کی اس بشارت مبارکہ کی تکمیل کیلئے اس عظیم و تاریخی اہمیت کے حامل شہر کو فتح کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں عظیم و مقتدر صحابہ کرام پر مشتمل ایک لشکر 48 ہجری / 668 عیسوی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں براستہ ملاطیہ، قیصریہ، عموریہ، اُسکی شہر روانہ ہوا۔

طویل محاصرے کے باوجود اس لشکر کے ہاتھوں یہ شہر فتح نہ ہو سکا کیونکہ یہ سعادتِ عظمٰی کسی اور کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی۔ اس لشکرِ مبارک میں میزبانِ رسول ﷺ حضرت خالد بن زید ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دورانِ سفر بیمار ہونے پر آپ نے وصیت فرمائی اگر اس سفر میں میرا انتقال ہو جائے تو میرے جسم کو ساتھ لے جا کر شہر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دینا اور پھر ایسا ہی ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسدِ اطہر کو قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دیا گیا۔

عہد صحابہ کرام میں مذکورہ لشکر کے علاوہ دو مرتبہ اس شہر پر لشکر کشی ہوئی۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا، ہشام بن عبدالملک نے 121 ہجری میں، عباسی دورِ حکومت میں خود عباسی خلیفہ کی زیرِ قیادت 164 ہجری میں، پھر 182 ہجری میں حملے کیے گئے، بعد میں خود عثمانی ترکوں نے اس شہر کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن کسی کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی حتیٰ کہ سلطان مُراد دوم کا دورِ حکومت آ گیا جو فتح قسطنطنیہ کے بارے میں بہت زیادہ متفکر اور دلچسپی رکھتا تھا۔ اُس نے اپنے وقت کے ولی کامل حضرت حاجی بہرام ولی رضی اللہ عنہ سے اس متعلق دریافت کیا جس پر حاجی بہرام ولی نے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے، نہ ہی تو، تُو فتح کرے گا اور نہ ہی میں، بلکہ یہ بچہ جو اس وقت جھولے میں ہے یہ بڑا ہو کر قسطنطنیہ فتح کرے گا، لیکن اُس وقت نہ ہی میں اور نہ ہی تو، زندہ ہوں گے، لیکن میرا یہ شاگرد آق شمس الدین اس وقت موجود ہوگا۔ سلطانِ وقت اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور اُس کے بعد اُس نے بچے کا بھی بہت زیادہ احترام کرنا شروع کر دیا۔ وہ بچہ سلطانِ وقت سلطان مُراد دوم کا بیٹا تھا جس کا نام "محمد" تھا۔ جس نے بڑے ہو کر صرف 24 سال کی عمر 1453 عیسوی 2 ماہ کے محاصرے کے بعد 29 مئی کو سمندر کے راستے فوجیں داخل کر کے تاریخی فتح کا تاج اپنے سر سجا لیا اور حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مصداق ٹھہرا اور پھر ساری دنیا میں "فاتح" کے لقب سے مشہور ہوا۔

فاتح قسطنطنیه

سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ

استنبول

سلاطینِ عثمانیہ کا
تیسرا اور آخری
آستانۂ خلافت

☆ میزبانِ رسول ﷺ سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

☆ شہرِ صحابہ کرام واولیائے عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین

☆ خزانۂ تبرکاتِ نبویہ ومقدسہ (طوپ قاپی سرائے)

☆ سلاطینِ آلِ عثمان

آستانۂ خلافت عثمانیہ (استنبول)

فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے یہ اعلان فرمایا کہ آج سے اس شہر کا نام قسطنطنیہ کی بجائے اسلام بول ہوگا یعنی یہ اسلام کا مرکز اور محور ہوگا۔ جو بعد میں استنبول بن گیا مگر اس کا معنی وہی ہے۔ یہ شہر خلافتِ عثمانیہ کا آستانہ (مرکز) بنا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عثمانیوں کو پورے عالم اسلام پر حکومت کا شرف عطا فرمایا۔ (سلاطین عثمانیہ کا پہلا دار الخلافہ "برصہ"، دوسرا "ادرنہ"، تیسرا اور آخری دار الخلافہ "استنبول" تھا۔

اسی آستانہ خلافتِ عثمانیہ میں موجود تبرکات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے ہم رختِ سفر باندھ چکے تھے۔ شہزادۂ غوث الثقلین کے محبوب خلیفہ نور المشائخ جناب میاں شوکت قادری صاحب تشریف لا چکے تھے۔ حضور نقیب الاشراف کی قیادت میں تاجدار سدرہ شریف سید عبداللہ بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا (خانوادۂ قادریہ رزاقیہ کے مختصر حالاتِ مبارکہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں) زائرینِ آستانہ خلافتِ عثمانیہ کے سروں پر قرآنِ پاک رکھا گیا اور دُعا کے بعد سفر کی ابتداء ہوئی۔ شہزادۂ غوث الثقلین کے معمولات میں شامل ہے کہ وہ غیر ملکی سفر سے قبل اپنے اجداد کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری دینا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔

سید عفیف الدین گیلانی حموی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کیلئے یکہ توت پشاور پہنچے۔ شہزادۂ غوث الثقلین کے برادران سید منور شاہ گیلانی اور سید جواد شاہ گیلانی نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اور پھر مزارِ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کرنے کے بعد رات کا کھانا تناول کیا اور آٹھ بجے کے قریب پشاور سے براستہ موٹر وے راولپنڈی کیلئے روانہ ہوئے جہاں پر شہزادۂ غوث الثقلین کے خلیفہ ومتولی درگاہِ سدرہ شریف جناب حاجی حمید اللہ صاحب نے ایک ریسٹ ہاؤس میں رات کے مختصر قیام کیلئے انتظام کیا ہوا تھا۔ ہمارے پہنچنے سے قبل کچھ مہمان حضرت صاحب سے ملاقات کے منتظر تھے۔ آپ نے اُن سے ملاقات فرمائی، اسی دوران ریسٹ ہاؤس کے کچھ اعلیٰ افسران وعملہ بھی آ گیا۔ شہزادۂ غوث الثقلین اُن سے بھی نہایت محبت واحترام سے ملے اور ساڑھے تین بجے بوقتِ سحری تیار ہو کر بینظیر انٹرنیشنل ایئرپورٹ اسلام آباد روانہ ہوئے۔

اسلام آباد ایئرپورٹ پر وفاقی وزیر ریلوے جناب غلام احمد بلور صاحب نے اپنی نمائندگی کیلئے پروٹوکول آفیسر جناب محمد اعجاز صاحب کو بھیجا ہوا تھا، جنہوں نے شہزادۂ غوث الثقلین کو خوش آمدید کہا اور ملاقات کے بعد وہ آپ کو راول لاؤنج میں لے گئے۔ ایئرپورٹ کی ضروری کارروائی کے بعد لاؤنج میں نماز فجر ادا کی۔ سب احباب نے مل کر شہزادۂ غوث الثقلین کے ہمراہ چائے نوش جان کی، اسی دوران ندا گونجی کہ ''اسلام آباد سے استنبول جانے والی ٹرکش ایئرلائن کی پرواز TK-711 روانگی کیلئے تیار ہے، مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ جہاز پر تشریف لے جائیں''۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا کے ساتھ احباب کو الوداع کہا، اپنا دستی سامان اُٹھاتے ہوئے لاؤنج سے باہر آئے اور ایک گاڑی میں سوار ہوکر جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاز چھوٹا تھا جو تقریباً مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد جہاز کے کپتان کی طرف سے اعلان ہوا کہ جہاز ٹیک آف کیلئے تیار ہے اور ٹیکسی کرتا ہوا مین رن وے کی طرف روانہ ہوا۔ اس دوران ہم دُعائے سفر پڑھتے رہے اور عین مقررہ وقت پر جہاز اسلام آباد سے آستانۂ خلافت استنبول کی طرف پرواز کرنے لگا۔

استنبول دنیا کا وہ واحد خوبصورت اسلامی شہر ہے جو دو براعظموں (ایشیا اور یورپ) کے درمیان واقع ہے۔ منظر اور موقع کے اعتبار سے کوئی دوسرا شہر اس کا ثانی نہیں۔ استنبول شہر دو حصوں میں منقسم ہے، درمیان میں بحیرۂ باسفورس ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور اس بحیرہ کو عبور کرنے کیلئے ہر وقت دونوں جانب بحری جہاز اور کشتیاں تیار رہتی ہیں۔ استنبول کی بلند و بالا عمارات اور سر بہ فلک مساجد کے مینار اور بحیرۂ باسفورس کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی دلکش لہریں ایک پُر کیف اور خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں۔ میں ابھی انہی خیالوں میں گم تھا کہ ٹرکش ایئرلائن والوں کی طرف سے تواضع کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہلے تو انہوں نے ایک Printed Menu تقسیم کیا، پھر تمام مسافروں کو ایک ایک گفٹ دیا گیا، سافٹ ڈرنکس اور پھر صبح کے ناشتے سے تواضع ہوئی اُس کے بعد چائے اور کافی بھی پیش کی گئی۔ اسلام آباد سے استنبول فلائیٹ ٹائم تقریباً 6 گھنٹے ہے۔ دورانِ سفر جہاز کا کپتان وقفے وقفے سے ہم سے مخاطب رہا اور جہاز جن جن ملکوں اور شہروں کے اوپر سے گزر رہا تھا، اُن کی نشاندہی کرتا رہا اور یہ تفصیل اندر فلسڈ سکرینوں پر بھی نظر آ رہی تھی۔

ترکی کے موجودہ نقشہ پر نظر دوڑائیں تو آپ کو یہ ایک مستطیل شکل میں نظر آئے گا۔ جس کے ایک

طرف ایران، عراق اور شام واقع ہے، اس سے آگے کی طرف آرمینیہ، آذربائیجان اور جورجیہ ہیں، بقیہ اطراف کو تین بڑے سمندروں نے گھیر رکھا ہے۔ ایک طرف بحر اسود(Black Sea)، دوسری طرف بحیرہ روم(Mediterranean Sea) اور تیسری طرف بحر ایجین (Aegean Sea) ہے۔ استنبول شہر کے درمیان سے گزرنے والی آبنائے باسفورس دنیا کی اہم تجارتی گزرگاہ ہے جو براعظم یورپ اور ایشیا کو جدا کرتی ہے۔ ایک حصہ یورپ میں شامل ہونے کے باعث ترکی کی سرحدیں بلغاریہ اور یونان سے ملتی ہیں۔

ترکی جغرافیائی طور پر سات حصوں(Regions) میں تقسیم ہے۔

1- سینٹرل اناطولیا ریجن(Central Anatolia Region)

جس کے مشہور شہر انقرہ، سیواس، قیصری، نیوشہر، قونیہ اور کرامان ہیں۔

2- مشرقی اناطولیا ریجن(East Anatolia Region)

جس کے مشہور شہر ملاطیہ، ارض روم، قارس، وان اور ہکاری ہیں۔

3- جنوب مشرقی اناطولیا(South Eastern Anatolia)

جس کے مشہور شہر دیاربکر، ماردین اور بٹ مان ہیں۔

4- بحر اسود ریجن(Black Sea Region)

جس کے مشہور شہر سامسون، اماسیہ، طرابزون اور سینوپ ہیں۔

5- بحر روم ریجن(Mediterrarian Region)

جس کے مشہور شہر انطالیہ، اسپارٹا، غازی عنتاپ اور عدنہ ہیں۔

6- ایجین ریجن(Aegen Region)

جس کے مشہور شہر ازمیر، بدروم، مغلا، ڈینزلی اور افیون ہیں۔

7- مارمارا ریجن(Marmara Region)

جس کے مشہور شہر استنبول، ادرنہ، برصہ اور ازمت ہیں۔

الحمدللہ! مارمارا ریجن کے مشہور شہروں میں موجود مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہو چکا

ہے۔ استنبول کا نقشہ ذہن میں گردش کر رہا تھا کہ کانوں میں آواز پڑی، جہاز لینڈنگ کیلئے تیار ہے۔ اتنے طویل وقت کا کچھ پتہ ہی نہ چلا اور ہم آستانہ خلافت عثمانیہ کے اوپر پرواز کر رہے تھے، چند ہی لمحوں میں جہاز کے ٹائر رن وے پر لگے اور الحمدللہ! ہم استنبول ایئرپورٹ پر لینڈ کر گئے۔

استنبول ایئرپورٹ کا شمار دنیا کے بڑے، خوبصورت اور مصروف ترین ایئرپورٹس میں ہوتا ہے۔ استنبول اتاترک ایئرپورٹ پر طیارے لینڈ نہیں کرتے بلکہ گھنے بادلوں کی طرح برستے ہیں۔ تقریباً ہر دو یا تین منٹ میں ایک طیارہ ٹیک آف کرتا اور ایک طیارہ لینڈ کرتا ہے۔ جہاز ایک خوبصورت ٹنل کے ساتھ آ لگا۔ ہم شہزادۂ غوث الثقلین کے پیچھے امیگریشن ہال میں داخل ہوئے۔ بے شمار کاؤنٹرز ہونے کی وجہ سے امیگریشن کی کارروائی میں صرف چند منٹ لگے اور ہم سامان والے ہال میں پہنچ گئے۔ استنبول ایئرپورٹ اتنا طویل و عریض ہے کہ چلتے چلتے آدمی تھک جاتا ہے، لیکن صفائی، خوبصورتی اور اعلیٰ سہولیات میں منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس اثناء میں کئی اور پروازیں بھی لینڈ کر چکی تھیں اور ہال میں مسافروں کی آمد بڑھتی جا رہی تھی۔ کراچی سے بھی ایک فلائیٹ لینڈ کر چکی تھی جس میں سیٹھ عبدالوحید صاحب کے صاحبزادے محمد جواد صاحب آ رہے تھے۔ سیٹھ صاحب نے شہزادۂ غوث الثقلین کی خدمت گزاری کیلئے خود آنا تھا لیکن اُن کے ویزا میں کچھ دیر تھی جس وجہ سے اُنہوں نے اپنے بیٹے محمد جواد (جن کو ترکی زبان بھی آتی ہے) کو خصوصی طور پر شہزادۂ غوث الثقلین کی خدمت کیلئے روانہ کیا تھا۔ اُن سے ملاقات ہوئی، اسی اثناء میں سامان بھی آ گیا اور ٹرالیوں پر رکھ کر بیرونی دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔

استنبول ایئرپورٹ سے جیسے ہی باہر آئے تو احباب ہاتھوں میں گلدستے اور ہار سجائے شہزادۂ غوث الثقلین کے استقبال کیلئے موجود تھے، جن میں سرفہرست سید السادات حضرت السید الشیخ صباح احمد ابراہیم الحسینی القادری الرفاعی مدظلہ العالی، سابقہ متولی و سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ، کاظمین شریف، بغداد، حضرت شیخ عمر ساریکایا الرفاعی، شیخ الطریقۃ القادریہ والرفاعیہ، انقرہ، الدرویش محمد انور الرفاعی اور سیٹھ عبدالوحید صاحب کے دوسرے صاحبزادے محمد مرتضیٰ (یونیورسٹی طالب علم، استنبول) مع اپنے دوسرے یونیورسٹی فیلوز تھے۔ شہزادۂ غوث الثقلین سے سب نے فرداً فرداً ملاقات کی، اس دوران جناب

فتح قسطنطنیہ کی بشارت نبوی ﷺ

استنبول کا قدیم نام قسطنطنیہ تھا۔ جس کی بنیاد بازنطین کے نام سے 658 قبل مسیح رکھی گئی۔ اس شہر کے اور بھی کئی نام رکھے گئے لیکن جب 330 عیسوی میں رومی بادشاہ "قسطنطین" نے اس خوبصورت شہر کے جغرافیائی محل وقوع کی اہمیت کے باعث اس شہر کو بازنطینی عیسائی سلطنت کا دارالحکومت قرار دیا تو اُسی بادشاہ "قسطنطین" کے نام سے اس شہر کا نام قسطنطنیہ مشہور ہو گیا۔

سرکارِ مدینہ سید الاولین والآخرین ﷺ نے ایک دن صحابۂ کرام کی بابرکت محفل میں شہر قسطنطنیہ کی فضیلت اور اُس کی فتح کی بشارت دیتے ہوئے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا

"لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطُنْطُنِيَه فَلَنِعْمَ الْاَمِيْرُ اَمِيْرُهَا وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ" (مسند احمد، المستدرک)

تم ایک دن قسطنطنیہ کو فتح کر لو گے، اس فاتح لشکر کا سپہ سالار، کیا خوب سپہ سالار ہو گا! اور وہ فوج بھی کیا عجب شان والی فوج ہو گی۔

ایک دوسری حدیثِ مبارکہ جس کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی محدثین نے ذکر فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ" لَهُمْ"

میری امت کی پہلی فوج جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گی اسے بخش دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری للامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم حدیث رقم 2766 صفحہ 1069)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی اس بشارت مبارکہ کی تکمیل کیلئے اس عظیم و تاریخی اہمیت کے حامل شہر کو فتح کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں عظیم و مقتدر صحابہ کرام پر مشتمل ایک لشکر 48 ہجری / 668 عیسوی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں براستہ ملاطیہ، قیصریہ، عموریہ، اُسکی شہر روانہ ہوا۔

سید حسنین محی الدین گیلانی نے اپنے تمام احباب و متعلقین سدرہ شریف کیلئے دُعائیں کیں۔ کچھ دیر بارگاہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حاضر رہنے کے بعد باہر آئے، صاحبزادہ صاحب نے خود اپنی مرضی سے تصاویر بنائیں اور گاڑی میں سوار ہو کر مسجد خرقہ شریف پہنچے۔

مسجد خرقہ شریف

مسجد خرقہ شریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خرقہ مبارک موجود ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کیلئے ارسال فرمایا تھا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ خرقہ مبارکہ آپ کے بھائی کی اولاد کے پاس رہا۔ کیونکہ آپ نے شادی نہ فرمائی تھی۔ 1027ھ یہ بردۂ شریف حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے گھرانے میں جناب شکر اللہ آفندی کے پاس پہنچا جو اسے استنبول لے کر آئے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ چادر مبارکہ جو "طوپ قاپی میوزیم" میں موجود ہے "بردۃ السعادۃ" کے نام سے مشہور ہے اور وہ جبۂ مبارکہ جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا تھا وہ "بردۃ الشریفہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بردہ شریفہ جناب شکر اللہ آفندی کے گھر واقع علاقہ "فاتح، استنبول" میں موجود تھا اور ہر سال رمضان المبارک میں وہ اس کی زیارت کروایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے شکر اللہ آفندی اور اُن کی اولاد "شیوخ البردہ الشریفہ" کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آج کل یہ خرقۂ مبارکہ مسجد "خرقۂ شریف" واقع علاقہ "فاتح، استنبول" میں موجود ہے۔ اس مسجد مبارک کی تعمیر 1851ء میں عثمانی سلطان عبدالمجید نے کروائی۔ الحمدللہ! اب بھی ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں اس خرقہ مبارکہ کی زیارت کروائی جاتی ہے۔

اس مسجد مبارک میں داخل ہوئے، نمازِ مغرب ادا کی۔ امام صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ صاحبزادہ صاحب کا تعارف کروایا جس پر امام صاحب بہت خوش ہوئے اور دُعائیں دیں۔ ترکی زبان میں ترجمانی کے فرائض جناب محمد جواد صاحب نے ادا کئے۔ مسجد سے باہر نکل کر مسجد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایڈریس پوچھا اور اُس جانب روانہ ہوئے۔

حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید تھے۔ حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ نے آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان مُراد دوم کے جھولے میں موجود بچے "محمد" کا اُستاد

مقرر کیا تھا جن کی تربیت کے نتیجے میں اس بچے نے بڑے ہو کر قسطنطنیہ پر فتح حاصل کر کے دنیا میں "فاتح" کے لقب سے مشہور ہوا۔ مسجد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے، دو رکعت نفل ادا کئے۔ امام صاحب مسجد میں موجود بچوں کو درسِ قرآن دے رہے تھے۔ اُن سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ محمد جواد صاحب نے ترکی زبان میں صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی صاحب کا تعارف کروایا، جنہوں نے امام صاحب کی خدمت میں خوشبو کا نذرانہ پیش کیا اور اُن سے اجازت لینے کے بعد علاقہ "فاتح" پہنچے۔

شبیہ و مزارِ مبارک حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

ترکی میں مغرب سے قبل تمام مزارات بند ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ تمام سرکاری تحویل میں ہیں۔ وقت کافی گزر چکا تھا لیکن بارگاہِ سلطان محمد الفاتح میں حاضری دینا ضروری سمجھا۔ باہر سے ہی آپ کی بارگاہ میں عاجزانہ سلام کا نذرانہ پیش کیا، دُعا کے بعد کچھ حاجاتِ ضروریہ خریدیں اور واپس رہائش گاہ روانہ ہوئے جہاں شہزادۂ غوث الثقلین ہمارے منتظر تھے۔ آپ کی خدمت میں آج کی زیارات کی تفصیل بیان کی جسے سننے کے بعد آپ خوش ہوئے اور دُعائیں دیں۔

سلاطینِ آلِ عثمان

☆ سلطان سلیمان القانونی

☆ سلطان سلیم ثانی

☆ سلطان مراد ثالث

☆ سلطان محمود ثانی

☆ سلطان عبدالمجید

سلاطین عثمانیہ

نبی اکرم ﷺ سے عشق ومحبت، دارین کی سعادت و دولت ہے۔ پھر یہ دولت جس کو میسر آجائے، اُس کا کیا کہنا۔ سلاطین عثمانیہ کو سرکارِ دو عالم ﷺ سے جس قدر محبت، عقیدت اور ادب واحترام تھا۔ بادشاہوں کی تاریخ میں اُس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ترک سلاطین کی آپ ﷺ عشق ومحبت کا اگر اندازہ لگانا ہو تو آج بھی ترک سلاطین کی روضۂ رسول ﷺ اور مسجد نبوی شریف میں تعمیرات سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان سلاطین نے اپنے دورِ خلافت میں حجازِ مقدس میں آپ ﷺ کے مقامِ ولادت سے لے کر آپ ﷺ کے وصال مبارک تک کے ہر لمحہ سے وابستہ مقام کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنے کا اہتمام کیا۔

نبی ﷺ کے عشق میں گزری ہو زندگی جس کی
وہی تو شخص خدا کا حبیب ہوتا ہے

فتح مصر کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلاطین عثمانیہ کو جب حرمین شریفین کی خدمت کا شرف بخشا تو انہوں نے اسے اعزاز سمجھتے ہوئے حد درجہ عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنی خدمات پیش کیں۔ صرف چند سلاطین کی خدمات کا ذکر ذیل میں درج ہے۔

سلطان سلیمان القانونی اول بن سلطان سلیم اول

☆ سلطان سلیمان القانونی اول بن سلطان سلیم اول نے مدینہ شریف کی بیرونی تین ہزار میٹر طویل دیوار کی تعمیر 1533ء میں شروع کروائی جو 1544ء میں مکمل ہوئی۔

☆ سفید اور سرخ رنگ کے سنگ مرمر سے روضہ مطہرہ کے ستون بنوائے اور اُن پر سونے کا کام کروایا۔

سلطان سلیم ثانی بن سلطان سلیمان القانونی

☆ سلطان سلیم ثانی بن سلطان سلیمان القانونی نے 980ھ میں حجرہ نبویہ ﷺ پر ایک نہایت خوبصورت گنبد تعمیر کروا کر اُس پر طلائی گل کاری کروائی اور چھوٹے چھوٹے پتھر لگا کر اُس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کروایا۔

سلطان مُراد ثالث بن سلطان سلیم ثانی

☆ سلطان مُراد ثالث بن سلطان سلیم ثانی نے 998 ہجری میں سنگ مرمر کا ایک بارہ زینوں والا انتہائی خوبصورت منبر مسجد نبوی شریف کیلئے بنوا کر ارسال کیا۔ یہ منبر جمالیاتی اصولوں کے تحت بنایا گیا جو سونے کے کام سے مزین تھا۔ جنرل ابراہیم رفعت پاشا مرآۃ الحرمین (صفحہ 471) میں بیان کرتے ہیں کہ

وَهُوَ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنيَا لَا يُوجَدُ لَهٗ مَثِيلٌ

اس منبر شریف کا دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی

سلطان محمود ثانی

☆ سلطان محمود ثانی نے حجرۂ مبارکہ کے گنبد شریف کو از سرِ نو تعمیر کروایا اور اُس پر سبز رنگ کرنے کا حکم اسی سلطان نے دیا تھا جس کی وجہ سے یہ گنبد ''گنبدِ خضریٰ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

سلطان عبدالمجید اول بن سلطان محمود ثانی

☆ سلطانِ مصر اشرف قایتبائی کی مسجد نبوی کی تجدید و توسیع کو کافی عرصہ گزر چکا تھا، چنانچہ ایک بار پھر نئے سرے سے مسجد نبوی کی تعمیر کی ضرورت پیش آئی۔ عثمانی سلطان عبدالمجید اول نے استنبول شہر سے باہر ایک بستی تعمیر کروائی جس میں دنیا بھر سے ماہرین تعمیرات اور ماہرین فنون ونقوش کو اکٹھا کیا۔ سلطان وقت خود اس بستی میں تشریف لائے اور ان تمام ماہرین کو اپنے مستقبل کے منصوبے سے آگاہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر ہنرمند اپنے بچے کو پورا فن سکھائے اور ساتھ ساتھ قرآن پاک بھی حفظ کروائے، چنانچہ ایک عرصہ کے بعد حفاظ کی ایک اعلیٰ جماعت اپنے علوم وفنون کے ساتھ تیار ہوگئی۔ پھر یہ حفاظ و عاشقانِ رسول ﷺ کی جماعت مطلوبہ ساز وسامان کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوئی اور مدینہ منورہ سے بارہ میل باہر ایک بستی میں قیام پذیر ہوئے تاکہ تعمیرات کا شور وغل حرم نبوی میں نہ پہنچے۔ دورانِ تعمیر بھی اگر کسی پتھر یا لکڑی کو درست کرنے کی ضرورت پیش آتی تو اس کو اس بستی میں لاکر ٹھیک کیا جاتا۔ تمام کارکنوں و ہنرمندوں اور ماہرین کو ہدایت تھی کہ وہ اس ساری تعمیرات کے دوران باوضو رہیں اور دورانِ

کام تلاوتِ کلام پاک بھی جاری رہے۔ اس عاشقانہ تعمیر میں ترکوں کے جذبۂ ایمانی اور عشق و محبت کی جھلک کے علاوہ آج بھی یہ تعمیر اہل ایمان کے دلوں کو ایسا سکون عطا کرتی ہے جس کا الفاظ میں بیان ممکن نہیں۔ تعمیر کے بعد یہ ساری عمارت "**عمارت مجیدیہ**" کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کے ایک دروازہ کا نام سلطان کے نام پر "**باب مجیدی**" بھی رکھا گیا۔ باب السلام اور باب الرحمت کے دروازے اب تک اسی سلطان کی یاد دلاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سلطان کے اخروی درجات میں مزید اضافہ فرمائے۔ اس عظیم سلطان کا مقبرہ علاقہ "**چار شنبہ**" میں مقبرہ سلطان سلیم اول کے قریب واقع ہے۔ مقبرہ میں چار قبور ہیں ایک سلطان عبدالمجید اول کی، ایک ان کی زوجہ کی اور دو بچوں کی قبور ہیں۔

☆ ہر عثمانی سلطان کی تخت نشینی کے موقع پر حجرۂ نبویہ ﷺ کیلئے نیا غلاف مبارک تیار کروا کر پیش کیا جاتا۔

☆ سلطنت عثمانیہ کی طوالت کا اصل راز بھی ان سلاطین کی رسول اللہ ﷺ سے عشق و محبت، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے انتہا درجہ عقیدت اور اولیائے کرام سے نسبت و تعلق تھا۔

عظیم عثمانی سلطان عبدالمجید خان اوّل

آستانۂ خلافتِ عثمانیہ کی خنک ہواؤں میں سلاطین آلِ عثمان کی ایک درخشندہ اور طویل تاریخ میرے ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ اسی دوران محترمی جناب ڈاکٹر محمد فاضل گیلانی صاحب سے رابطہ ہوا جنہوں نے فرمایا کہ کل تبرکات وآثار نبویہ ﷺ کی زیارت کیلئے قصرِ سلطانی "طوپ قاپی پیلس" پہنچنا ہے۔

ضروری سمجھتا ہوں کہ اس گیلانی شخصیت کا مختصر تعارف ضرور کرواتا چلوں کیونکہ میری ادنیٰ معلومات کے مطابق عصرِ حاضر میں حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیفات کی تلاش اور اُن پر تحقیقی، علمی اور نشرو اشاعت کا اہم کام یہ عظیم شخصیت انجام دے رہی ہے۔ آپ کا اسمِ گرامی محمد فاضل جیلانی حسنی ہے۔ آپ کی ولادت جمزرق گاؤں 1954ء میں ہوئی۔ آپ کی تربیت آپ کے والدِ گرامی جناب علامہ شیخ محمد فائق جیلانی حسنی اور آپ کے جدامجد القطب الشیخ محمد صدیق جیلانی حسنی نے فرمائی۔ آپ کے جدامجد آپ کو دو سال کی عمر میں اپنے گاؤں "تیلان" لے گئے۔ جو ساداتِ کرام بالعموم اور ساداتِ گیلانیہ کی موجودگی سے مشہور ومعروف تھا۔ آپ کے جدامجد آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور انہوں نے ہی آپ کو مدینہ طیبہ طاہرہ بھیجا تھا جہاں پر آپ نے کچھ عرصہ قیام کیا اور اپنے جد اعلیٰ سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی کی تالیفات کی تلاش کرتے رہے۔ آپ نے تیس سال حضرت شیخ کی تالیفات کی تلاش میں قریہ قریہ، شہر شہر اور ملک ملک پھرا۔ بیس ممالک کی پچاس سرکاری اور بے شمار غیر سرکاری لائبریریوں کا دورہ کیا۔ تا آنکہ آپ کو حضور غوث پاک کی سترہ کتب اور چھ رسائل تک رسائی ہوئی جن میں آپ کی تفسیرِ مبارکہ سرِفہرست ہے جو صدیوں پردۂ غیب میں پڑی رہی۔ ڈاکٹر فاضل الگیلانی کی سال ہا سال کی محنت وکوشش کے بعد یہ تفسیر مبارکہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہے۔

زیاراتِ ترکی کا جب پروگرام فائنل ہوا تو شہزادۂ غوث الثقلین نے فرمایا کہ ان سے رابطہ کر کے اپنی آمد کی اطلاع دے دیں۔ ڈاکٹر صاحب سے جب اس بندہ نے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں، لیکن ہمارے پہنچنے تک آپ بھی استنبول پہنچ جائیں گے۔ اپنے استنبول پہنچنے کے دوسرے دن جب اُن سے رابطہ کیا تو طے ہوا کہ کل تبرکاتِ مقدسہ کی زیارت کے موقع پر "طوپ قاپی میوزیم" میں ملاقات ہوگی۔

طوپ قاپی سرائے
میں
خزانۂ
تبرکاتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
و
تبرکات مقدسہ

اسلام آباد ایئر پورٹ پر وفاقی وزیر ریلوے جناب غلام احمد بلور صاحب نے اپنی نمائندگی کیلئے پروٹوکول آفیسر جناب محمد اعجاز صاحب کو بھیجا ہوا تھا، جنہوں نے شہزادۂ غوث الثقلین کو خوش آمدید کہا اور ملاقات کے بعد وہ آپ کو راول لاؤنج میں لے گئے۔ ایئر پورٹ کی ضروری کارروائی کے بعد لاؤنج میں نماز فجر ادا کی۔ سب احباب نے مل کر شہزادۂ غوث الثقلین کے ہمراہ چائے نوش جان کی، اسی دوران ندا گونجی کہ ''اسلام آباد سے استنبول جانے والی ٹرکش ایئرلائن کی پرواز TK-711 روانگی کیلئے تیار ہے، مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ جہاز پر تشریف لے جائیں''۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا کے ساتھ احباب کو الوداع کہا، اپنا دستی سامان اُٹھاتے ہوئے لاؤنج سے باہر آئے اور ایک گاڑی میں سوار ہوکر جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاز چھوٹا تھا جو تقریباً مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد جہاز کے کپتان کی طرف سے اعلان ہوا کہ جہاز ٹیک آف کیلئے تیار ہے اور ٹیکسی کرتا ہوا مین رن وے کی طرف روانہ ہوا۔ اس دوران ہم دُعائے سفر پڑھتے رہے اور عین مقررہ وقت پر جہاز اسلام آباد سے آستانۂ خلافت استنبول کی طرف پرواز کرنے لگا۔

استنبول دنیا کا وہ واحد خوبصورت اسلامی شہر ہے جو دو براعظموں (ایشیا اور یورپ) کے درمیان واقع ہے۔ منظر اور موقع کے اعتبار سے کوئی دوسرا شہر اس کا ثانی نہیں۔ استنبول شہر دو حصوں میں منقسم ہے، درمیان میں بحیرۂ باسفورس ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور اس بحیرہ کو عبور کرنے کیلئے ہر وقت دونوں جانب بحری جہاز اور کشتیاں تیار رہتی ہیں۔ استنبول کی بلند و بالا عمارات اور سر بہ فلک مساجد کے مینار اور بحیرۂ باسفورس کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی دلکش لہریں ایک پُر کیف اور خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں۔ میں ابھی انہی خیالوں میں گم تھا کہ ٹرکش ایئرلائن والوں کی طرف سے تواضع کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہلے تو انہوں نے ایک Printed Menu تقسیم کیا، پھر تمام مسافروں کو ایک ایک گفٹ دیا گیا، سافٹ ڈرنکس اور پھر صبح کے ناشتے سے تواضع ہوئی اُس کے بعد چائے اور کافی بھی پیش کی گئی۔ اسلام آباد سے استنبول فلائیٹ ٹائم تقریباً 6 گھنٹے ہے۔ دورانِ سفر جہاز کا کپتان وقفے وقفے سے ہم سے مخاطب رہا اور جہاز جن جن ملکوں اور شہروں کے اوپر سے گزر رہا تھا، اُن کی نشاندہی کرتا رہا اور یہ تفصیل اندر فکسڈ سکرینوں پر بھی نظر آ رہی تھی۔

ترکی کے موجودہ نقشہ پر نظر دوڑائیں تو آپ کو یہ ایک مستطیل شکل میں نظر آئے گا۔ جس کے ایک

يَقُوْلُ لَه' "لِيَحضُرْ فَوْرًا فَقَد كَلَّفنَاه' بِخِدمَةِ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ"

یہ جوتم دیکھ رہے ہو یہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں بھیجا ہے اور آپ ﷺ نے سلطان سلیم کو سلام بھیجا ہے اور اُسے پیغام دیا ہے کہ وہ فوراً تیار ہو جائے ہم نے اُسے حرمین شریفین کی خدمت پر مامور کر دیا ہے۔

ان چار شخصیات میں یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، یہ سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، یہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ **"اِذْهَبْ اِلٰی سَلِيْم خَان وَاَخْبِرْه' بِهٰذَا الْاَمْرِ"** سلیم خان کے پاس جاؤ اور اُسے اس حکم کی اطلاع دو۔

سلطان سلیم نے جب یہ خواب سنا تو حیا کی وجہ سے اُن کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ خوشی سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اپنے ہمراز حسن جان کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ ہم اُس وقت تک کوئی کام نہیں کرتے جب تک ہمیں اُس کا حکم نہ آ جائے۔ ہمارے اجدادِ کرام کا اولیائے مقربین میں شمار ہوتا تھا لیکن افسوس کہ ہم وہاں تک نہ پہنچ سکے جہاں تک ہمارے بڑے پہنچے تھے۔

اس خواب کے سننے کے بعد سلطان سلیم نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ عثمانی فوج مصر کی جانب روانہ ہوئی اور پھر مصر اور حجازِ مقدس آستانۂ خلافتِ عثمانیہ کے تابع ہو گئے۔ سلطان سلیم جب فتح مصر کے بعد واپس استنبول روانہ ہوئے تو اپنے ہمراہ بے شمار تبرکاتِ نبویہ ﷺ و مقدسہ لائے۔ جن کو "طوپ قاپی پیلس" میں محفوظ کیا گیا۔

فتح مصر کے وقت مکہ مکرمہ کے امیر الشریف برکات تھے جنہوں نے اپنے بیٹے ابی نمی کے ہمراہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کی چابیاں اور تبرکات و آثارِ نبویہ ﷺ سلطان سلیم کے پاس آستانۂ استنبول بھجوائے اور سلطان سلیم سے اپنی وفاداری کا اعلان کیا۔

سلطان محمد الفاتح کا "عرشِ سلطانی" "طوپ قاپی پیلس" کے ایک خاص کمرہ میں ہوا کرتا تھا۔ جس کا نام **"الحجره الخاصة"** تھا۔ اس کمرہ میں سلطان بعض حکومتی امور دیکھتے اور اسی میں اپنی عبادات

اور نماز ادا کیا کرتے۔

1808ء میں سلطان محمود دوم نے امورِ مملکت سنبھالتے ہی اعلان کر دیا کہ جو کمرہ سلطان محمد الفاتح کے زمانہ سے عرش سلطانی کیلئے مخصوص ہے، اُسے تبرکاتِ نبویہ ﷺ کیلئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس حجرۂ مبارکہ کے دروازے کے اوپر جلی حروف میں تحریر ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

دروازے کے دونوں کواڑوں پر حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے دو اشعار تحریر ہیں جن کا ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے۔

''سارے دروازے بند ہیں اور اگر غریبوں کیلئے کوئی دروازہ کھلا ہے تو وہ آپ کا دروازہ ہے''

''اے عزت و کرم والے دروازے، اے چمکنے والے روشن دروازے، سورج، چاند ستارے سب آپ کے ہاتھ باندھے غلام ہیں''

شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں چار ارکان پر مشتمل قافلۂ عشق و محبت تبرکاتِ نبویہ ﷺ کی زیارت کیلئے ''طوپ قاپی میوزیم'' پہنچا۔ ابھی ہم صدر دروازے تک نہ پہنچ پائے تھے کہ ڈاکٹر محمد فاضل جیلانی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور پھر سب اکٹھے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ یہاں پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور میوزیم ہونے کی وجہ سے داخلہ کیلئے ٹکٹ لینا ضروری ہے۔ محترمی جناب ڈاکٹر صاحب نے تفصیل سے ''طوپ قاپی میوزیم'' اور بالخصوص ''تبرکاتِ نبویہ ﷺ'' کی عمارت کا تعارف کروایا۔ عثمانی ادوار کے اسلامی و تاریخی آثار و نوادرات دیکھنے کے بعد تبرکاتِ نبویہ ﷺ کی عمارت میں داخل ہوئے جس میں بے شمار انتہائی اہمیت کے تبرکات ہیں۔ خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے صرف چند ایک تبرکات کا ذکر کرتے ہیں۔

بردة السعادة

سلطان محمد الفاتح کا حجرۂ خاصہ جو اب تبرکاتِ نبویہ ﷺ کی زینت بن چکا ہے۔ اس میں سرفہرست سرکارِ دو عالم ﷺ کی وہ چادر مبارکہ ''بردہ'' موجود ہے جو آپ ﷺ نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو عطا

فرمائی تھی۔ اس چادر مبارک کی مختصر تاریخ کچھ اس طرح سے ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ فتح فرمالیا تو کچھ لوگ مکہ مکرمہ سے بھاگ نکلے۔ جن میں مشہور شاعر حضرت کعب بن زہیر بھی شامل تھے۔ آپ کے بھائی نے آپ کو ایک پیغام بھیجا جس کے نتیجہ میں حضرت کعب بن زہیر شرمندہ ہوئے اور خفیہ طور پر مدینہ منورہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے توبہ اور معافی کے طلبگار ہونے کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے اور فی البدیع آپ ﷺ کی مدح سرائی میں قصیدہ پڑھنا شروع کردیا جو بعد میں "**قصیدہ بانت سعاد**" کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب اس شعر پر پہنچے۔

إنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

یہ شعر سماعت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اپنے شانوں سے اتاری اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی۔

بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو قیمتاً خریدنا چاہا لیکن حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے، لیکن اُن کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ورثاء سے بیس ہزار دینار کے بدلے یہ چادر حاصل کرلی اور پھر یوں یہ چادر مبارک سلاطین میں نسل در نسل چلتی رہی۔ سب سے پہلے امویوں نے اس کی حفاظت کا اہتمام کیا، اُس کے بعد عباسیوں اور پھر سلاطینِ ممالیک اور بالآخر سلاطینِ عثمانیہ کی قسمت جاگی اور یہ عظیم تبرک فتح مصر کے بعد اُن کے پاس پہنچ گیا جو اس وقت "طوپ قاپی پیلس میوزیم" میں محفوظ ہے۔

سلاطینِ عثمانیہ کا معمول رہا کہ وہ جہاں بھی جاتے اس بردۃ السعادۃ کو خیر و برکت کیلئے ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتے۔ اسی طرح جنگوں کے دوران بھی اس مقدس و بابرکت تبرک کو اپنے ہمراہ لے جایا کرتے۔ سلطان محمد ثالث (1603-1595ء) جب معرکہ "**اُکری**" کیلئے روانہ ہوئے تو بردۃ السعادۃ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے علم مبارک کو بھی ساتھ رکھا۔ عثمانی فوج جب شکست کے قریب ہوئی تو شیخ سعد الدین آفندی

نے سلطانِ معظم کو عرض کیا کہ "اَنتَ مِنْ سَلَاطِیْنِ آلِ عُثْمَانَ الْعَاشِقِیْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ" (آپ تو سلاطین آلِ عثمان ہیں جن کا شمار رسول اللہ ﷺ کے عشاق میں ہوتا ہے) اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اس بردہ مبارکہ کو زیبِ تن فرما کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ آپ کو جنگ میں فتح نصیب فرمائے۔ نعرہ ہائے تکبیر وتہلیل میں سلطانِ معظم نے بردہ شریف زیب تن کیا اور سرکار دو عالم ﷺ کے اس متبرک بردہ کے طفیل فتح ونصرت نصیب ہوئی۔

سرکار دو عالم ﷺ کا علم مبارک (لواء السعادة)

رسول اللہ ﷺ کا علم خاص جو "العقاب" کے نام سے مشہور تھا۔ "طوپ قاپی میوزیم" کے حجرۂ خاصہ میں چاندی کے ایک صندوق میں محفوظ ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قرآن پاک

"طوپ قاپی میوزیم" کے سابقہ ڈائریکٹر "تحسین اوز" بیان کرتے ہیں کہ قرآنِ پاک کے دو نسخے ایک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک سے تحریر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے تحریر شدہ دو نسخے اس میوزیم میں موجود ہیں۔ یہ بات قطعی طور پر درست ہے کہ وہ نسخہ جس کی تلاوت کے دوران حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے وہ قرآن پاک اس میوزیم کے تبرکات میں موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطوط مبارکہ

☆ وہ خط مبارک جو آپ ﷺ نے شاہ مقوقس کو ارسال کیا تھا۔1850ء مصر میں یہ خط منظرِ عام پر آیا تو اسے سلطان عبدالمجید کو آستانہ استنبول ارسال کر دیا گیا۔ جنہوں نے اس خط مبارکہ کیلئے سونے کا ایک خوبصورت بکس بنوا کر اُسے محفوظ کروا دیا۔

☆ امیر احساء منظر بن ساوئی کو تحریر کیا جانے والا خط "طوپ قاپی میوزیم" میں حوالہ نمبر 397/21 کے تحت موجود ہے۔

☆ مسیلمہ الکذاب کو تحریر کیا جانے والا خط حوالہ نمبر 169/21 کے تحت محفوظ ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا خط مبارک جو حارث بن ابی شمر الغسانی کو تحریر ہوا تھا وہ میوزیم کے

حوالہ نمبر 674/21 کے تحت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک

رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی مبارک جس پر درج ذیل عبارت تحریر ہے، میوزیم کی زینت بنی ہوئی ہے۔

مُحَمَّد'' رَسُوْلُ الله

رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک اور اُن کے فیوضات و برکات

صحابۂ کرام، رسول اللہ ﷺ کے رأس (سر مبارک) شریف اور لحیہ مبارک (داڑھی شریف) کے موئے مبارک جمع کرتے رہتے اور خیر و برکت کے حصول کیلئے اُنہیں محفوظ رکھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حلاق (حجام) کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو قطع فرما رہے تھے، احباب ارد گرد جمع تھے اور کسی بھی موئے مبارک کو زمین پر گرنے سے پہلے اُٹھا کر اپنے پاس محفوظ کر لیتے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے معمر بن عبداللہ سے حلق کروایا اور حضرت ابی طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ کو موئے مبارک دیئے کہ ان کو صحابہ کرام میں تقسیم کر دیں۔

☆ حضرت سیدنا خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا جسے آپ اپنے عمامہ میں محفوظ رکھتے، اور اس موئے مبارک کی برکت سے کسی بھی جنگ میں آپ کو شکست نہ ہوئی۔

☆ فاتح افریقہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس سرکار دو عالم ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا۔ قربِ وصال اُس موئے مبارک کو اپنی زبان کے نیچے رکھ لیا، تا کہ سوالِ قبر میں آسانی ہو جائے۔

☆ مشہور زمانہ تفسیر ''روح البیان'' کے مفسر ''حضرت شیخ اسماعیل حقی برصوی'' اپنی کتاب ''تحفۃ العطائیہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ ملکِ شام کے سلطان حضرت نور الدین زنگی کے پاس سرکارِ مدینہ ﷺ کے چند ناخن مبارک اور ایک موئے مبارک تھا۔ آپ نے قبل از وصال وصیت فرمائی تھی کہ موئے مبارک اُن کی آنکھوں پر رکھا جائے اور ناخن مبارک آپ کے ہونٹوں پر رکھے جائیں۔ انہی تبرکات مقدسہ کی وجہ سے

سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک انوارِ محمدیہ ﷺ کا مرکز بن گئی۔ لوگ آج تک آپ کے مزار مبارک کی زیارت کرتے ہیں۔ اس مقام پر مانگی ہوئی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کے کثیر تعداد میں موئے مبارک ''طوپ قاپی میوزیم'' میں خوبصورت انداز میں محفوظ ہیں۔ ان کی زیارت کر کے فیض و برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ ''طوپ قاپی میوزیم'' کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلاطینِ عثمانیہ اور وہ اعلیٰ شخصیات جو محل میں مقیم ہوا کرتی تھیں، اُن کے پاس رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک محفوظ ہوتے جو اُن کی وفات کے بعد تبرکاتِ مقدسہ میں شامل کر لئے جاتے۔

الحمدللہ! دنیا کی طرح پاکستان میں بھی کئی شخصیات کے پاس سرکارِ دوعالم ﷺ سے منسوب موئے مبارک محفوظ ہیں۔ اسی طرح دربارِ عالیہ قادریہ سدرہ شریف میں بھی کئی موئے مبارک اور دوسرے کئی اہم تبرکاتِ مقدسہ موجود ہیں۔

نقش پا ﷺ

نبی اکرم ﷺ کے معجزاتِ مبارکہ میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کسی پتھر پر قدم مبارک رکھتے تو آپ کے قدموں کے نشاناتِ مبارکہ اُس پتھر پر نقش ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ کے کئی نقش پاء مبارکہ اس میوزیم کی زینت بنے ہوئے ہیں جن کی آسانی سے زیارت کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارکہ (نعل السعادۃ)

سرکارِ دوعالم ﷺ کے نعلین مبارکہ کو تاریخِ عثمانی میں ''نعل السعادۃ'' یا ''بشماق شریف'' کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان نعلینِ مبارکہ کی زیارت اس میوزیم میں کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا پیالہ مبارک (القدح الشریف)

آنحضرت ﷺ اپنے صحابۂ کرام کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ سے گزرتے ہوئے کچھ دیر کیلئے آرام فرما ہوئے اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''**اِسقِنَا یَا سَہل**'' (اے سہل ہمیں پانی پلاؤ)۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے پاس مٹی کا ایک پیالہ تھا جس میں انہوں نے سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کو پانی پیش کیا۔ جسے بعد میں انہوں نے تبرکاً محفوظ کر لیا کیونکہ اس پیالہ مبارکہ پر سرکارِ دوعالم ﷺ کے ہونٹ مبارک مَس ہوئے تھے۔

بعد میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے یہ پیالہ مبارک حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر انہیں ہدیہ کر دیا تھا۔ ایک طویل عرصہ تک یہ پیالہ مبارک مشہور عالم ''القلقشندی'' کے گھرانے میں محفوظ رہا جو سال 921ھ میں شام کے ایک گورنر کو منتقل ہو گیا۔ نو صدیاں گزرنے پر پیالہ مبارکہ کا بیرونی حصہ کچھ خراب ہو گیا تھا جس کیلئے چاندی کا بیرونی غلاف بنایا گیا جس کے اوپر پیالہ کی پوری تاریخ عربی زبان میں درج ہے اور موٹے الفاظ میں آیۃ الکرسی کندہ ہے۔ یہ پیالہ مبارکہ بھی اس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' میں محفوظ ہے۔

قوس الرسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی کمان جس کی لمبائی 118 سینٹی میٹر ہے۔ ''طوپ قاپی میوزیم'' میں موجود ہے۔ اس کمان مبارکہ کی حفاظت کیلئے سلطان احمد اول نے سونے اور چاندی کا ایک غلاف بنوایا جس پر ترکی زبان میں جو عبارت لکھوائی گئی اُس کا عربی ترجمہ درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ بِهِ الْعَوْنُ

هٰذَا الْقَوْسُ لِسَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ / هٰذَا قَوْسُ بُرْجِ قَابَ قَوْسَيْنِ /

هٰذَا الْقَوْسُ نِهَايَةُ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ....

اس کمان مبارک کا وزن 286 گرام اور غلاف کا وزن 290 گرام ہے۔

حجر التیمم

وہ پتھر جس پر رسول اللہ ﷺ تیمم فرمایا کرتے تھے وہ پتھر اس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' کی زینت ہے۔ اس پتھر مبارک کا سائز 4x9 سینٹی میٹر ہے جس پر درج ذیل عبارت تحریر ہے۔

هٰذَا تُرَابٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ اِسْتَعْمَلَتْهُ يَدُ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٍ

الْمُبَارَكَةُ فِيْ غَزْوَتِهٖ

یہ خاک مبارک مدینہ منورہ کی ہے جسے ایک غزوہ کے دوران رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک نے استعمال فرمایا تھا۔

دندانِ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارک کا ایک حصہ جو غزوۂ احد میں شہید ہوا تھا اس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' میں محفوظ ہے۔ سلطان وحید الدین خان نے اُس کیلئے ایک بکس بنوا کر اُس پر قیمتی پتھر جڑوائے اور اُس میں یہ تبرکِ عظیم محفوظ کر دیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک

یہ عصاءِ مبارک فتح مصر کے بعد سلطان سلیم اوّل اپنے ہمراہ لائے تھے جو اس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' میں موجود ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا عمامہ شریف (پگڑی شریف)

فتح مصر کے بعد سلطان سلیم اوّل اس عمامہ شریف کو دوسرے تبرکات کے ہمراہ استنبول لائے جسے کچھ عرصہ تک آپ خود استعمال کرتے رہے بعد میں عثمانی سلاطین کی تخت نشینی کی تقاریب کے موقع پر عمامہ یوسف خیر و برکت کیلئے سلاطین کے سروں پر رکھا جاتا۔ سلطان سلیمان القانونی جب تختِ سلطانی پر جلوہ افروز ہوئے تو انہیں یہ عمامۂ یوسفی پہنایا گیا۔ اُس کے بعد اُنہی کے دورِ حکومت میں ایک اور عمامہ بنوایا گیا جو عمامۂ یوسفیہ کے مشابہ تھا اور عمامہ یوسفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

خانہ کعبہ کے تالے اور چابیاں

قبر سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دروازے کا تالا اور چابی

حجر اسود کے غلاف /لکڑی کا باب کعبہ /میزاب ہائے رحمت

غلاف ہائے بیت اللہ و غلاف ہائے حجرۂ روضۂ رسول ﷺ

چار انبیائے کرام کے روضۂ مبارکہ کے غلافوں کے ٹکڑے

سید الاولین والآخرین ﷺ کی قبر مبارک کی خاک مبارک

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قمیص ، جائے نماز اور نقاب مبارکہ

سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجاب مبارک

مقرر کیا تھا جن کی تربیت کے نتیجے میں اس بچے نے بڑے ہو کر قسطنطنیہ پر فتح حاصل کر کے دنیا میں "فاتح" کے لقب سے مشہور ہوا۔ مسجد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے، دو رکعت نفل ادا کئے۔ امام صاحب مسجد میں موجود بچوں کو درسِ قرآن دے رہے تھے۔ اُن سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ محمد جواد صاحب نے ترکی زبان میں صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی صاحب کا تعارف کروایا، جنہوں نے امام صاحب کی خدمت میں خوشبو کا نذرانہ پیش کیا اور اُن سے اجازت لینے کے بعد علاقہ "فاتح" پہنچے۔

شبیہہ و مزارِ مبارک حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

ترکی میں مغرب سے قبل تمام مزارات بند ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ تمام سرکاری تحویل میں ہیں۔ وقت کافی گزر چکا تھا لیکن بارگاہِ سلطان محمد الفاتح میں حاضری دینا ضروری سمجھا۔ باہر سے ہی آپ کی بارگاہ میں عاجزانہ سلام کا نذرانہ پیش کیا، دُعا کے بعد کچھ حاجاتِ ضروریہ خریدیں اور واپس رہائش گاہ روانہ ہوئے جہاں شہزادۂ غوث الثقلین ہمارے منتظر تھے۔ آپ کی خدمت میں آج کی زیارات کی تفصیل بیان کی جسے سننے کے بعد آپ خوش ہوئے اور دُعائیں دیں۔

ہیں۔ جن کی تفصیل اور آئندہ کے پروگرام سے شہزادۂ غوث الثقلین کو مطلع فرمایا۔ آپ نے اُن کے جملہ تحقیقی وعلمی کام کو تہہ دل سے سراہا اور دعائیں دیں۔

مزار مبارک سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ

شہزادۂ غوث الثقلین اور ڈاکٹر محمد فاضل الگیلانی کی قیادت میں حضرت سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ کا مزارِ مبارک آپ کے نام سے ہی منسوب علاقہ ''فاتح'' میں واقع ہے اور عثمانی فن تعمیر کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اس سلطان عظیم نے بیس سال کی عمر میں امور سلطنت سنبھالے اور مشہور بیرامیہ بزرگ حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت رہنے کے نتیجہ میں قسطنطنیہ کو فتح کر کے ''فاتح'' کا لقب حاصل کیا۔ بارگاہ سلطان محمد الفاتح میں سلام پیش کیا۔ فاتحہ شریف پڑھی اور پھر قافلۂ عشق ومحبت شہزادۂ غوث الثقلین کے ہمراہ آپ کے مزار مبارک پر ایک خوبصورت چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ دعا کے بعد مسجد سلطان محمد الفاتح کی زیارت کو روانہ ہوئے جو ترکی فن تعمیر کا اعلیٰ ونادر نمونہ ہے۔ مسجد میں نوافل ادا کیے اور ڈاکٹر فاضل الگیلانی صاحب نے فرمایا کہ کل جمعۃ المبارک کی نماز مسجد سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ میں ادا کریں گے۔
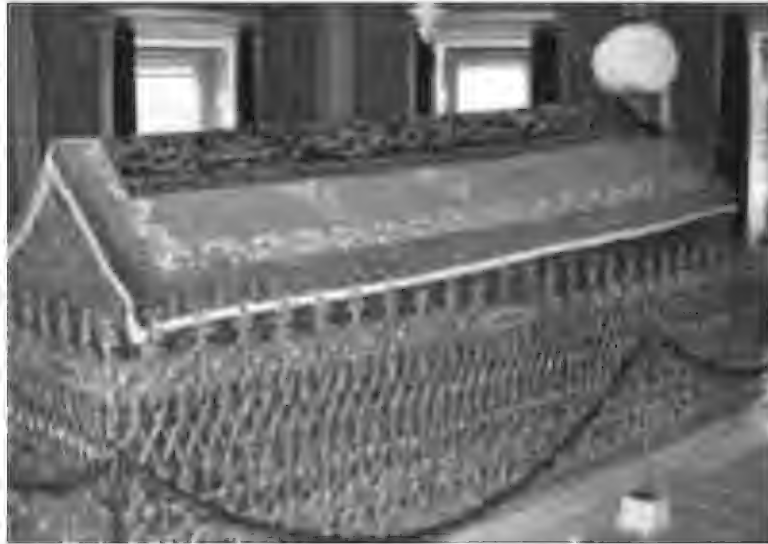
مزار مبارک فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ

طوپ قاپی سرائے کے مرکزی دروازے پر
قافلۂ عشق و محبت

میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

مزارِ مبارک میزبانِ رسول ﷺ

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

ساتویں صدی عیسوی میں جو قافلہ فتح قسطنطنیہ کیلئے روانہ ہوا تھا اس میں صحابیِ رسول حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دورانِ راہ آپ بیمار ہو گئے اور وصیت فرمائی کہ اگر اس سفر کے دوران میرا انتقال ہو جائے تو میرے جسم کو ساتھ لے جا کر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دینا۔ چنانچہ راستے میں ہی آپ کا وصال ہو گیا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسدِ اطہر کو قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دیا گیا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ آپ کی قبرِ مبارکہ کا ظاہری نشان باقی نہ رہا۔ پندرھویں صدی عیسوی میں جب سلطان محمد الفاتح کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوا تو سلطان نے حکم دیا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک تلاش کیا جائے تاکہ اس پر ایک بہترین مزارِ مبارک تعمیر کروایا جائے جس پر آپ کے روحانی استاد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی قبرِ اقدس کی نشاندہی فرمائی اور پھر اس مقام پر سلطانِ وقت نے ایک عظیم عمارت تعمیر کروائی۔

مزارِ مبارک حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ شہر استنبول سے باہر واقع ہے۔ اس پورے علاقے کو آپ ہی کے نام مبارک ''ایوب سلطان'' سے یاد کیا جاتا ہے۔ شہر سے یہاں پہنچنے کیلئے ہر وقت با آسانی بسیں، ٹیکسیاں اور پرائیویٹ کاریں مل جاتی ہیں۔ جمعہ والے دن تو آپ کے مزارِ مبارک اور مسجد میں بے پناہ رش ہوتا ہے اور عید کا سماں معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم کہ اس عظیم صحابی و میزبانِ رسول ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں تین بار حاضری اور تین جمعۃ المبارک ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اب چوتھی بار چوتھا جمعۃ المبارک میزبانِ رسول ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں شہزادۂ غوث الثقلین، سید السادات سید صباح احمد ابراہیم الحسینی اور صاحبزادہ والا شان سید حسنین محی الدین گیلانی کے ہمراہ پڑھنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ گاڑی میں سوار ہو کر علاقہ ایوب سلطان پہنچے۔ آپ کے مزارِ مبارک سے باہر کثیر تعداد میں اولیائے کرام اور بزرگوں کے مزاراتِ مبارکہ ہیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے ان مقامات پر سلام پیش کیا اور دُعائیں کیں۔

شہر استنبول میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ۳۱ مزاراتِ مبارکہ بتائے جاتے ہیں۔ ان کے مقامات اور تعداد اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد مزارات
1	ایوب سلطان	4
2	ایوان سرائی	16
3	کراکوی	3
4	بلاط	1
5	فاتح	2
6	ایمینیو	2
7	اسکودار	2
8	سلطان احمد	1

مسجد سیدنا ابوایوب انصاری کی پہلی تعمیر سلطان محمد الفاتح نے کروائی، بعد میں توسیع و تعدیل سلطان احمد اول کے زمانہ میں ہوئی جو ترکی فنِ تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد نوافل ادا کئے۔ جمعۃ المبارک کا وعظ شروع ہوا جو ترکی زبان میں تھا لیکن کثرت سے اُس میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ عربی زبان میں پڑھے جانے کی وجہ سے وعظ کا مفہوم سمجھ آ رہا تھا جو زکوٰۃ، ہدیہ اور رشوت کے موضوع پر تھا۔ وعظ کے اختتام پر نہایت ہی پرکیف آواز میں آذان ہوئی۔ خطیب صاحب نے عربی زبان میں خطبہ پڑھا جس کے بعد جمعۃ المبارک کی نماز ادا ہوئی۔ نماز کے بعد تسبیح فاطمہ اور درود پاک کا ورد ہوا۔ اختتام پر خطیب صاحب نے اجتماعی دُعا فرمائی۔

شہزادۂ غوث الثقلین کے گرد مسجد کے نمازیوں کا رش لگ گیا۔ ہر شخص شہزادۂ غوث الثقلین سے ملنے اور دست بوسی کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن شدید رش کی وجہ سے ایسا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ یورپ سے آئے ہوئے کچھ پاکستانی نظر آئے اور وہ بھی شہزادۂ غوث الثقلین سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ اسی طرح ہر آدمی

شہزادۂ غوث الثقلین کا نام و پتہ معلوم کر رہا تھا۔ صاحبزادہ صاحب اور محمد جواد دربار سدرہ شریف کے کارڈ تقسیم کرنے میں مصروف ہو گئے۔

مسجد شریف کے اندرونی دروازے پر سیّد صباح صاحب فرمانے لگے کہ پاکستان سے جو چادر سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کیلئے لے کر آئے ہو وہ مجھے دو، اُن کی خدمت میں چادر پیش کی۔ جسے اُنہوں نے ہوا میں بلند کیا اور پُر ہجوم قافلہ کی صورت میں مزار مبارک میزبانِ رسول ﷺ روانہ ہوئے جو بالکل قریب واقع ہے اور انوار و تجلیات کا منبع و مرکز ہے۔ عرصہ ایک سال سے اس مزار مبارک کی تزئین و آرائش کا کام شروع ہے جس کی وجہ سے اندر داخلہ منع ہے۔ باہر سے ہی آپ کی بارگاہِ اقدس میں شہزادۂ غوث الثقلین نے اپنا، اپنے احباب اور جملہ مریدین و متعلقین کا ہدیہ سلام پیش کیا جس کے بعد دُعا کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر محمد فاضل گیلانی صاحب نے عربی اور ترکی زبان میں دُعا کروائی، پھر شہزادۂ غوث الثقلین نے باآوازِ بلند اپنے مخصوص انداز میں عربی زبان میں دُعا کروائی، جس کے بعد سید صباح صاحب کو دُعا کروانے کا شرف حاصل ہوا۔

خطیب مسجد سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے دربارِ مقدس کا مختصر تعارف کروایا اور الوداعی دُعا کروائی۔ اس دوران مرد و خواتین کا رش بڑھ چکا تھا۔ ان عقیدت و محبت والے ترکی احباب کے جھرمٹ میں مزار مبارک سے باہر آئے، شہزادۂ غوث الثقلین سے ملاقات کرنے والے آپ کو دعوتیں دے رہے تھے کہ آپ ہمارے گھر کی زینت بنیں، ہمیشہ شرف بخشیں، ہمیں خدمت کا موقع دیں لیکن آج کے ہمارے میزبان جناب ڈاکٹر فاضل گیلانی صاحب تھے جن کی ہمراہی میں حاجی یاسین صاحب کے دفتر پہنچے جہاں پر دوپہر کے پرتکلف کھانے کا انتظام تھا۔ کھانا تناول کیا بعد میں ترکی چائے اور کافی سے تواضع ہوئی۔

محترمی ڈاکٹر فاضل گیلانی صاحب کے دفتر روانہ ہوئے، جہاں پر شہزادۂ غوث الثقلین نے ڈاکٹر صاحب کو اپنے اجدادِ کرام کا شجرہ اور کتاب شجرہ پیش کی، حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی جو کتب ڈاکٹر صاحب کی کوشش اور تحقیق کے نتیجے میں منظرِ عام پر آ چکی ہیں ان تمام کتابوں کا ایک ایک نسخہ اپنے دستخطوں سے شہزادۂ غوث الثقلین کو پیش کیا۔ (یہ تمام نادر تحائف اس وقت درگاہ سدرہ شریف میں موجود ہیں، شہزادۂ غوث الثقلین

مزارِ پُر انوار حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

کی اجازت سے ان کی زیارت کی جا سکتی ہے)۔ تحائف کے بعد گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس دوران محترمی ڈاکٹر صاحب ٹی وی چینلز اور اخباری نمائندوں سے بھی رابطہ کرتے رہے کہ کسی طرح آج ہی شہزادۂ غوث الثقلین کا انٹرویو ریکارڈ ہو جائے کیونکہ اگلے دن ڈاکٹر صاحب نے ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے متحدہ عرب امارات جانا تھا لیکن جمعۃ المبارک اور انتہائی مختصر وقت ہونے کی وجہ سے انٹرویو ریکارڈ نہ ہو سکا لیکن محترمی ڈاکٹر صاحب نے کسی صحافی کو آپ کی آمد سے متعلق ایک بیان بھجوا دیا جو آئندہ دنوں میں ''روزنامہ Yeni Safak'' میں شہزادۂ غوث الثقلین کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔

ڈاکٹر فاضل گیلانی صاحب سے گفتگو کے اختتام پر شہزادۂ غوث الثقلین نے انہیں سدرہ شریف عرس مبارک پر تشریف لانے کی دعوت دی جو آپ نے بصد شکریہ قبول فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا کہ وہ انشاء اللہ ضرور سدرہ شریف آئیں گے۔ الوداعی ملاقات ہوئی اور ہم واپس اپنی رہائش گاہ پہنچے۔

مزارِ مبارک سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک دیوار میں نصب نقشِ پاء صلی اللہ علیہ وسلم

آستانۂ خلافتِ عثمانیہ کی خنک ہواؤں میں سلاطین آلِ عثمان کی ایک درخشندہ اور طویل تاریخ میرے ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ اسی دوران محترمی جناب ڈاکٹر محمد فاضل گیلانی صاحب سے رابطہ ہوا جنہوں نے فرمایا کہ کل تبرکات و آثارِ نبویہ ﷺ کی زیارت کیلئے قصرِ سلطانی "طوپ قاپی پیلس" پہنچنا ہے۔

ضروری سمجھتا ہوں کہ اس گیلانی شخصیت کا مختصر تعارف ضرور کرواتا چلوں کیونکہ میری ادنیٰ معلومات کے مطابق عصرِ حاضر میں حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی تالیفات کی تلاش اور ان پر تحقیقی، علمی اور نشر و اشاعت کا اہم کام یہ عظیم شخصیت انجام دے رہی ہے۔ آپ کا اسمِ گرامی محمد فاضل جیلانی حسنی ہے۔ آپ کی ولادت جمزرق گاؤں 1954ء میں ہوئی۔ آپ کی تربیت آپ کے والدِ گرامی جناب علامہ شیخ محمد فائق جیلانی حسنی اور آپ کے جدِ امجد القطب الشیخ محمد صدیق جیلانی حسنی نے فرمائی۔ آپ کے جدِ امجد آپ کو دو سال کی عمر میں اپنے گاؤں "تیلان" لے گئے۔ جو سادات کرام بالعموم اور ساداتِ گیلانیہ کی موجودگی سے مشہور و معروف تھا۔ آپ کے جدِ امجد آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور انہوں نے ہی آپ کو مدینہ طیبہ طاہرہ بھیجا تھا جہاں پر آپ نے کچھ عرصہ قیام کیا اور اپنے جدِ اعلیٰ سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی کی تالیفات کی تلاش کرتے رہے۔ آپ نے تیس سال حضرت شیخ کی تالیفات کی تلاش میں قریہ قریہ، شہر شہر اور ملک ملک پھرا۔ بیس ممالک کی پچاس سرکاری اور بے شمار غیر سرکاری لائبریریوں کا دورہ کیا۔ تا آنکہ آپ کو حضور غوث پاک کی سترہ کتب اور چھ رسائل تک رسائی ہوئی جن میں آپ کی تفسیرِ مبارکہ سرِفہرست ہے جو صدیوں پردۂ غیب میں پڑی رہی۔ ڈاکٹر فاضل الگیلانی کی سال ہا سال کی محنت و کوشش کے بعد یہ تفسیرِ مبارکہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہے۔

زیارتِ ترکی کا جب پروگرام فائنل ہوا تو شہزادۂ غوث الثقلین نے فرمایا کہ ان سے رابطہ کر کے اپنی آمد کی اطلاع دے دیں۔ ڈاکٹر صاحب سے جب اس بندہ نے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں، لیکن ہمارے پہنچنے تک آپ بھی استنبول پہنچ جائیں گے۔ اپنے استنبول پہنچنے کے دوسرے دن جب اُن سے رابطہ کیا تو طے ہوا کہ کل تبرکاتِ مقدسہ کی زیارت کے موقع پر "طوپ قاپی میوزیم" میں ملاقات ہوگی۔

درگاہ حضرت پیر سید نور الدین الجراحی رضی اللہ عنہ

(کراگمرک، استنبول)

حضرت پیر سید نور الدین الجراحی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت سیدنا عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت سوموار شریف ۱۲ ربیع الاول ۱۰۸۹ھ کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم استنبول کے نامور اساتذہ سے حاصل کی۔ فن قرأت میں حضرت یوسف آفندی کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹ سال کی عمر میں قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے بعد سلطنتِ عثمانیہ کی طرف سے مصر میں چیف جسٹس کے عہدہ پر تقرری کے احکامات جاری ہوئے لیکن جس دن بذریعہ کشتی آپ کی مصر روانگی تھی۔ اس روز شدید طوفان کی وجہ سے آپ سفر نہ کر سکے، انہی ایام میں اپنے چچا حاجی حسین آفندی سے ملاقات کیلئے چلے گئے جن کے گھر کے قریب خلوتیہ سلسلہ کی مرکزی درگاہ واقع تھی اور اس وقت درگاہ کے متولی الحاجی علی علاؤ الدین کستندیلی رضی اللہ عنہ اپنے روحانی فیض سے ایک عالم کو سیراب فرما رہے تھے۔ آپ کے چچا حضرت نور الدین کو لے کر حضرت شیخ علی علاؤ الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے استقبال کرتے ہوئے فرمایا خوش آمدید! میرے بیٹے نور الدین، خوش آمدید! اور حکم دیا کہ اے نور الدین! دنیا کو پس پشت ڈال کر راہِ تصوف اختیار کرو۔ جس پر حضرت نور الدین نے دنیاوی عہدہ سے معذرت کے بعد حضرت شیخ علاؤ الدین کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کر دیں۔

۱۱۱۵ھ ۲۶ سال کی عمر میں آپ کے مرشد کریم نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازنے کے بعد دو درویش خدام (حضرت سلیمان ولی الدین اور حضرت محمد حسام الدین) کے ہمراہ علاقہ کراگمرک (جہاں پر اب آپ کا مزار مبارک ہے) میں پہنچ کر خلق خدا کی تربیت کا حکم فرمایا۔ دوسری طرف علاقہ کراگمرک میں مسجد چقمدا خاتون کے مؤذن اسماعیل آفندی کو خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر نور الدین الجراحی کی آمد اور ایک درگاہ کھولنے کا اعلان فرمایا اور مؤذن اسماعیل

آفندی سے فرمایا کہ وہ مسجد میں آپ کیلئے ایک کمرۂ خلوت تیار کرے۔ مؤذن نے صبح ہوتے ہی حضرت نورالدین الجراحی کیلئے ایک کمرہ تیار کروایا اور خود آپ کا انتظار کرنے لگا۔ ادھر حضرت پیر نورالدین الجراحی اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ اسکودار سے ایک کشتی کے ذریعے روانہ ہوئے۔ کشتی کے سفر کے بعد طویل پیدل سفر کرتے ہوئے جب مسجد چفدا خاتون کے سامنے سے گزرے تو مؤذن اسماعیل آفندی نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کیا تم نورالدین الجراحی نہیں ہو؟ جس پر حضرت نورالدین الجراحی نے فرمایا، کیا تم اسماعیل مؤذن نہیں ہو؟ جو ہمارے انتظار میں ہو۔ پھر اسماعیل آفندی نے اس مخصوص کمرہ کی چابی آپ کے حوالے فرمائی۔ جہاں آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقیم ہونے کے بعد خلق خدا کی رہنمائی اور روحانی تربیت میں مصروف ہو گئے۔

مذکورہ مسجد کے قریب ایک فوت شدہ شخص بکر آفندی کا مکان فروخت ہو رہا تھا، حضرت نورالدین الجراحی نے اس کے وارثوں کو پیغام بھیجا کہ وہ یہ مکان درگاہ کیلئے خریدنا چاہتے ہیں۔ اسی رات عثمانی سلطان احمد ثالث کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آپ ﷺ نے سلطانِ وقت کو فرمایا کہ اس جگہ کو حضرت نورالدین کی درگاہ کیلئے خریدا جائے۔ صبح ہوتے ہی عثمانی سلطان نے وہ جگہ خریدنے کے بعد حضرت پیر نورالدین الجراحی کے حوالے کی کہ یہاں پر درگاہ تعمیر کی جائے۔

بحمد اللہ! رب کائنات کے خصوصی فضل و کرم اور مہربانی سے اس بندۂ ناچیز کو وہ درگاہ جو حضرت نبی کریم ﷺ کے حکم مبارک پر تعمیر ہوئی اس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم بروز سوموار ۲۶ جولائی ۲۰۰۴ء اس بابرکت درگاہ میں اپنے میزبان حضرت شیخ عثمان صاحب کی معیت میں حاضر ہوئے۔ بارگاہِ حضرت پیر سید نورالدین الجراحی میں سلام پیش کیا۔ متولی صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جنہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے ہم سے کافی دیر گفتگو فرمائی اور اس بندۂ ناچیز کو سلسلۂ جراحیہ پر ایک تفصیلی کتاب کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ اس درگاہ مبارک میں ہفتہ میں تین دن محافل منعقد ہوتی ہیں۔ جس میں محفل سماع اور رقص رومی بھی پیش کیا جاتا ہے۔ نماز عصر کے بعد لوگ اس درگاہ میں اکٹھا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر ایک دائرے کی صورت میں بیٹھ جاتے ہیں۔ متولی صاحب ذکرِ جہر کرواتے ہیں دعا کے بعد نماز مغرب باجماعت ادا کی جاتی ہے اور پھر تمام حاضرین میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔

درگاہ حضرت پیر نور الدین الجراحی کے بارے میں کثرت سے یہ روایات مشہور ہیں کہ اس درگاہ میں مانگی ہوئی دعائیں قبول و منظور ہوتی ہیں۔

مزارِ پُر انوار حضرت پیر نور الدین الجراحی رحمۃ اللہ علیہ

اِدرنہ

سلاطینِ عثمانیہ کا دوسرا دارالخلافہ

ادرنہ

تاریخی شہرادرنہ استنبول سے تقریباً ۲۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پرواقع ہے۔عثمانی سلاطین نے شہر بُرصہ کے بعد اس شہر کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ یہ شہر یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ سلطان مراد اول نے ۱۳۶۱ء میں ادرنہ کو عثمانی دارالسلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اس تاریخی شہر میں عثمانی سلاطین کی بے شمار یادگاریں اب تک موجود ہیں جو قابل دید ہیں۔ سفر ترکی (۲۰۰۴ء) کے دوران ہمیں اس تاریخی شہر کو دیکھنے کا موقع ملا۔ شہر ادرنہ کی مذہبی وتاریخی یادگاریں دیکھنے کیلئے ایک دن کافی ہے۔ استنبول شہر سے آرام دہ بسیں ادرنہ کیلئے بذریعہ ہائی وے وقفہ وقفہ سے رواں دواں رہتی ہیں۔ ہم صبح ساڑھے نو بجے والی بس سے ادرنہ کے تاریخی شہر کیلئے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر بس والوں کی طرف سے تواضع ہوتی رہی۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے کے بعد ہم ادرنہ شہر کے مرکزی بس اسٹینڈ پر اتر گئے۔ پھر وہاں سے مرکزِ شہر کیلئے دوسری کوچ میں سوار ہو کر وسطِ شہر پہنچے۔ اترنے کے بعد جب بس والے سے کرایہ پوچھا تو کہنے لگا کوئی کرایہ نہیں کیونکہ مرکزِ شہر تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ پورے سفر ترکی میں دیکھا گیا کہ لمبے روٹ والی بسیں شہر سے باہر اتار دیتی ہیں۔ اس کے بعد اسی کرایے میں مرکزِ شہر تک دوسری بسوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ ادرنہ ایک خوبصورت اور سرسبز وشاداب شہر ہے اور صفائی کے اعلیٰ انتظام کے بھی کیا کہنے۔ پورے شہر میں لگے درخت اور پھول اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس شہر میں جن مذہبی وتاریخی مقامات کو دیکھنے کا موقع ملا ان کا مختصر تذکرہ۔

مسجد سلیمیہ

ادرنہ شہر کی سب سے خوبصورت اور وسیع مسجد سلیمیہ ہے۔ عثمانی سلطان سلیم دوم کی خواہش پر مشہور ترکی معمار ''سنان'' نے ۱۵۶۹ء تا ۱۵۷۵ء کے درمیان اسے تعمیر کیا۔ مسجد کے چاروں کونوں میں چار انتہائی خوبصورت اور اونچے مینار دور سے ہی اس مسجد کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ یہ مسجد عثمانی فن تعمیر کا عظیم نمونہ ہے اور قابل دید ہے۔ اس مسجد کے باہر ایک وسیع خوبصورت باغ بھی ہے جس میں عظیم ترکی معمار سنان کا مجسمہ نصب ہے۔

مسجد سلیمیہ کا اندرونی منظر

مسجد ایسکی

اس مسجد کی تعمیر چلپی سلطان محمد نے کروائی۔ یہ مسجد ۱۴۰۳ء تا ۱۴۱۴ء کے درمیانی عرصہ میں تعمیر ہوئی۔ یہ مسجد بھی عثمانی طرزِ تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ میں بائیں جانب ایک مقام پر یہ عبارت تحریر ہے "**هذا مقام حاجی بیرام ولی**" ہم نے جب اس بارے میں ایک ترک سے پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس نے بتایا کہ عظیم ولی اللہ حاجی بہرام ولی جس زمانہ میں اورنہ میں مقیم تھے تو اس مقام پر آپ عبادت وریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ یہ مسجد بھی قابلِ دید ہے۔

مسجد شریفی

اس مسجد کی تعمیر سلطان مراد دوم نے کروائی۔ یہ مسجد بھی عظیم معمار سنان کی عثمانی طرز تعمیر کی یاد دلاتی ہے۔ ۱۴۳۸ء تا ۱۴۴۷ء کے دوران تعمیر کی گئی یہ مسجد بھی نہایت خوبصورت اور فن تعمیر کا اعلیٰ مظہر ہے۔

مشہور زمانہ ترکی معمار سنان جسے ''گریٹ'' عظیم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے ۱۴۰ چھوٹی بڑی مساجد، ۱۷ مقبرے، ۱۸ کاروان سرائے، ۳۴ محلات، ۳۳ حمامات اور کئی یادگاریں تعمیر کیں۔

بایزید کمپلیکس

یہ کمپلیکس مسجد، دارالشفاء (ہسپتال)، مدرسہ، باورچی خانہ اور وسیع ہالوں پر مشتمل ہے۔ اس کو سلطان بایزید کے معمار ''خیر الدین'' نے ۱۵ویں صدی عیسوی کے اواخر میں تعمیر کیا۔

ادرنہ کی ایک قدیم ترین مسجد

سلاطینِ عثمانیہ کا پہلا دارالخلافہ

فرمائی تھی۔ اس چادر مبارکہ کی مختصر تاریخ کچھ اس طرح سے ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ فتح فرمالیا تو کچھ لوگ مکہ مکرمہ سے بھاگ نکلے۔ جن میں مشہور شاعر حضرت کعب بن زہیر بھی شامل تھے۔ آپ کے بھائی نے آپ کو ایک پیغام بھیجا جس کے نتیجہ میں حضرت کعب بن زہیر شرمندہ ہوئے اور خفیہ طور پر مدینہ منورہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے توبہ اور معافی کے طلبگار ہونے کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے اور فی البدیع آپ ﷺ کی مدح سرائی میں قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا جو بعد میں "**قصیدہ بانت سعاد**" کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب اس شعر پر پہنچے۔

اِنَّ الــرَّسُــوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَـضَــاءُ بِــہٖ
مُهَـنَّـدٌ مِـنْ سُیُــوْفِ اللّٰــہِ مَسْلُــوْلُ

یہ شعر سماعت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارکہ اپنے شانوں سے اتاری اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی۔

بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو قیمتاً خریدنا چاہا لیکن حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے، لیکن اُن کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ورثاء سے بیس ہزار دینار کے بدلے یہ چادر حاصل کر لی اور پھر یوں یہ چادر مبارکہ سلاطین میں نسل در نسل چلتی رہی۔ سب سے پہلے امویوں نے اس کی حفاظت کا اہتمام کیا، اُس کے بعد عباسیوں اور پھر سلاطین ممالیک اور بالآخر سلاطین عثمانیہ کی قسمت جاگی اور یہ عظیم تبرک فتح مصر کے بعد اُن کے پاس پہنچ گیا جو اس وقت "طوپ قاپی پیلس میوزیم" میں محفوظ ہے۔

سلاطین عثمانیہ کا معمول رہا کہ وہ جہاں بھی جاتے اس بردۃ السعادۃ کو خیر و برکت کیلئے ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتے۔ اسی طرح جنگوں کے دوران بھی اس مقدس و بابرکت تبرک کو اپنے ہمراہ لے جایا کرتے۔ سلطان محمد ثالث (1603-1595ء) جب معرکہ "**اُگری**" کیلئے روانہ ہوئے تو بردۃ السعادۃ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے علم مبارک کو بھی ساتھ رکھا۔ عثمانی فوج جب شکست کے قریب ہوئی تو شیخ سعد الدین آفندی

جامع مسجد اولو Ulu Cami

یہ مسجد سلاطین عثمانیہ کی سب سے عظیم الشان مسجد ہے اور اب بھی ترکی کی عظیم مساجد میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ۲۰ گنبدوں اور ۲ طویل میناروں والی اس خوبصورت مسجد کی تعمیر سلطان بایزید یلدرم نے ۱۳۹۳ء تا ۱۴۰۰ء کے دوران کروائی۔ اس مسجد کا غیر معمولی حصہ وہ فوارہ ہے جو مسجد کے اندرونی حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ مسجد جس جگہ پر تعمیر ہوئی ہے یہ جگہ ایک یہودی عورت کی ملکیت تھی جس نے مسجد کیلیے اس جگہ کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک رات اس یہودی عورت نے خواب دیکھا کہ دنیا کے تمام لوگ جنت کی طرف بھاگ رہے ہیں اس نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن اسے اجازت نہ دی گئی۔ اس خواب کے بعد صبح ہونے پر اس یہودی عورت نے یہ جگہ مسجد کیلیے اس شرط پر عطیہ کر دی کہ اس کے اندرونی حصہ میں پانی کا ایک فوارہ تعمیر کیا جائے۔

جامع مسجد اولو میں ایک نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور بعد نماز اس مسجد کے امام صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مسجد میں نصب خوبصورت منبر سلجوقی فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ مسجد میں جگہ جگہ انتہائی خوبصورتی سے آیاتِ قرآنی تحریر کی گئی ہیں اور لکڑی کے جس طویل و عریض قلم سے یہ تحریری ثبت ہوئی ہیں وہ قلم بھی مسجد میں آج تک موجود ہے۔

مسجد اولو کی زیارت کے بعد چند سلاطین عثمانیہ کے مقابر میں حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔

سلطان عثمان غازی اور سلطان اورھان غازی کے مقابر

انقرہ

سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد جدید ترکی کا دارالخلافہ

شہر

حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ قادریہ رفاعیہ
(مامک)

انقرہ

سلطنتِ عثمانیہ کا دارالخلافہ پہلے بُرصہ اُس کے بعد ادرنہ اور پھر فتح قسطنطنیہ کے بعد استنبول رہا، لیکن جدید ترکی حکومت نے مؤرخہ 13 اکتوبر 1923ء کو ایک حکم کے ذریعے شہر انقرہ کو ترکی کا نیا دارالحکومت قرار دے دیا۔ یہ نیا آباد شہر ہے۔ تمام غیر ملکی سفارت خانے اسی شہر میں ہیں۔ انقرہ میں کئی تاریخی مقامات قابلِ دید ہیں لیکن ہمارا مقصد چونکہ مزاراتِ مبارکہ اور مقاماتِ مقدسہ پر حاضری ہوتا ہے اس لئے ہم ایسے تاریخی مقامات کم ہی دیکھ پاتے ہیں۔ انقرہ روانگی کا مقصد بزرگوں کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری اور شیخ عمر الرفاعی سے ملاقات اور اُن کی خانقاہ میں حاضری تھا۔

نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر اتاترک ایئرپورٹ استنبول روانہ ہوئے۔ سید صباح احمد ابراہیم دامت برکاتہم القدسیہ ہمارے انتظار میں ایئرپورٹ پر موجود تھے جنہوں نے شہزادۂ غوث الثقلین کا والہانہ استقبال کیا۔ کاؤنٹر کی جانب روانہ ہونے لگے تو آپ نے فرمایا میں نے پہلے ہی چار نشستیں اکٹھی رکوالی ہیں۔ آپ اُس شخص کے پاس جائیں اور اپنے بورڈنگ پاس لے آئیں۔ کچھ دیر بعد ڈیپارچر لاؤنج سے جہاز میں داخل ہوئے۔ جہاز مقررہ وقت پر روانہ ہو کر انقرہ لینڈ کر گیا۔ تمام سفر نہایت اچھا رہا اور ائیر لائن والوں نے بھی اچھی تواضع کی۔ انقرہ پہنچے تو بارش ہو رہی تھی۔ جہاز مقررہ ٹنل کے ساتھ لگا جہاز سے نکلتے ہی شیخ عمر صاحب کے ایک نمائندہ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور اُن کے ہمراہ ٹنل سے گزرتے ہوئے Arrival Lounge پہنچے انہوں نے خود ہی ہمارا سامان اُٹھایا اور مرکزی دروازے سے باہر نکلے۔

حضرت شیخ عمر الرفاعی اپنے درویشوں کے ایک جم غفیر کے ہمراہ شہزادۂ غوث الثقلین کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ تمام مہمانوں کو گلدستے پیش کئے گئے اور اُن پر گل پاشی کی گئی۔ گاڑیوں کی ایک طویل قطار تھی جو ہم مہمانوں کو لینے کیلئے منتظر تھی۔ ہر مہمان کو ایک گاڑی میں بٹھایا گیا اور اُس کے ہمراہ ایک درویش بیٹھا اور یوں یہ قافلۂ عشق و محبت شہر انقرہ کی طویل و عریض اور خوبصورت سڑکوں کو عبور کرتا ہوا پہاڑ کی ایک چوٹی پر واقع خانقاہِ قادریہ رفاعیہ پہنچا۔

خانقاہ رفاعیہ کے باہر کثیر تعداد میں درویش ہاتھوں میں دف لئے شہزادۂ غوث الثقلین کی آمد کے

منتظر تھے۔ آپ کی گاڑی کو دیکھتے ہی اُنہوں نے پُر کیف انداز میں دفیں بجانا شروع کر دیں۔ نعت شریف اور منقبت پڑھتے ہوئے شہزادۂ غوث الثقلین کا پُر جوش اور والہانہ استقبال ہوا۔ تمام کے تمام درویش ایک لباس میں تھے۔ اس پُر رونق اور پُر کیف فضا میں خانقاہ کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے، نعت خوانی اور منقبتیں پیش کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ جس کے اختتام پر شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا فرمائی۔ کچھ دیر استراحت کے بعد حضرت شیخ عمر رفاعی نے شہزادۂ غوث الثقلین سے درخواست کی کہ مولانا! کھانا تیار ہے۔ برائے مہربانی آپ اپنے مہمانوں کے ہمراہ تشریف لائیں۔ سب احباب مل کر کھانے کے کمرے کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر ایک طویل و عریض دستر خوان پر انواع و اقسام کے پُرکشش کھانے سجے ہوئے تھے۔ شہزادۂ غوث الثقلین، سید صباح صاحب اور صاحبزادہ صاحب کیلئے خصوصی نشست بچھائی گئی تھی۔ کھانا تناول ہوا جو انتہائی پُر تکلف و خوش ذائقہ تھا۔ دُعائے خیر و برکت کے بعد پروگرام طے پایا کہ مغرب کی نماز شہزادۂ غوث الثقلین کی امامت میں ادا کی جائے گی جس کے بعد ذکرِ قادریہ ہوگا۔

حضرت شیخ عمر الرفاعی کی خانقاہ کی چار منزلہ خوبصورت عمارت انقرہ شہر کے ایک علاقہ مامک ''Mamak'' کے پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ انقرہ میں چونکہ شدید برفباری ہوتی ہے، جس سے بچنے اور اندرونی عمارت کو گرم رکھنے کیلئے فرشوں پر لکڑی کا کثیر استعمال ہوا ہے۔ جا بجا سردی سے بچاؤ کیلئے خوبصورت ہیٹر نصب ہیں۔ ایک منزل محافلِ ذکر و سماع کیلئے، ایک منزل لنگر خانہ کیلئے، ایک منزل درویشوں کیلئے اور سب سے اوپر والی منزل خصوصی مہمانوں کیلئے مختص ہے، جو ایک بڑے صالون، رہائشی کمرے، کھانے کے کمرے، باورچی خانہ اور سٹور پر مشتمل ہے، اسی منزل میں ہمارا قیام رہا۔ خانقاہ کی قریبی مسجد میں نہایت پُر کیف انداز میں مغرب کی آذان ہوئی۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے نمازِ مغرب کی جماعت کروائی جس میں مہمانوں کے علاوہ تمام درویش بھی شامل ہوئے۔ ذکرِ قادریہ اور پھر دُعا کے ساتھ یہ مختصر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ ترکش چائے کا دور شروع ہوا اور تینوں شیوخ میں مختلف موضوعات پر عربی زبان میں گفتگو ہوتی رہی۔ نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد رات کا پُر تکلف کھانا تناول کیا اور زیاراتِ انقرہ کا پروگرام ترتیب دیا۔

زیارات انقرہ

شہر انقرہ کی سب سے مشہور و معروف زیارت درگاہ حضرت حاجی بہرام ولی ؒ ہے۔ آپ کا اسم گرامی نعمان، والد کا نام احمد اور دادا کا نام محمود ہے، لیکن آپ حاجی بہرام ولی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت 1352ء انقرہ کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ آپ کے اپنے روحانی مرشد حضرت شیخ حمید ولی المعروف بہ سُمنچہ بابا سے پہلی ملاقات ترکی کے شہر قیصری میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہوئی۔ عید کے تہوار کو ترکی میں ''بیرم'' کہتے ہیں۔ اس لئے آپ بہرام مشہور ہوئے۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے اپنے مرشد گرامی کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔ 1412ء میں آپ کے مرشد نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور اپنا روحانی وارث مقرر کرنے کے بعد اسی سال اس دنیا فانی کو خیر آباد کہہ دیا۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے اپنے مرشد کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس مقام پر اس وقت حاجی بہرام ولی کا مزار مبارک اور مسجد ہے عین اسی مقام پر آپ نے اپنی خانقاہ تعمیر کروائی تھی۔ جہاں پر لوگ قیام کرتے اور آپ سے تصوف کی تعلیم حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ ایک کثیر تعداد آپ کے اردگرد جمع ہوگئی اور آپ نے فیض کے دریا بہانے شروع کر دیئے۔ یہ منظر دیکھ کر حاسدین نہ رہ سکے اور انہوں نے سلطانِ وقت سلطان مُراد دوم کو دارالحکومت عثمانیہ (ادرنہ) میں اطلاع کی کہ ایک آدمی جس کو حاجی بہرام کہا جاتا ہے اس نے انقرہ میں لوگوں کو اپنے اردگرد اکٹھا کیا ہوا ہے، جو آپ کی حکومت کے خلاف باتیں کرتا ہے، ہمیں ڈر ہے کہ وہ کہیں آپ کے خلاف باغیانہ کارروائی نہ شروع کر دے۔

سلطانِ وقت کو جب یہ خبر ملی تو اس نے فوراً آپ کو ادرنہ طلب کیا۔ حاجی بہرام ولی اپنے شاگرد و مرید آق شمس الدین کے ہمراہ ادرنہ روانہ ہوئے۔ جب آپ سلطان سے ملے تو اسے یقین ہو گیا کہ اُس نے جو کچھ آپ کے بارے میں سنا ہے وہ سب جھوٹ اور غلط ہے۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم بزرگ ہیں۔ سلطان نے نہایت ادب و احترام سے آپ کو اپنے محل میں رکھا اور آپ کی خدمت گزاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ جب حاجی بہرام ولی نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو سلطان نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ کچھ دن اور میرے پاس قیام فرمائیں تاکہ میں آپ سے برکتیں حاصل کروں۔ دورانِ قیام حضرت حاجی بہرام ولی اور سلطانِ وقت کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا، جس کا مرکز ومحور صرف فتح قسطنطنیہ

ہوتا۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے سلطان وقت کو پیشن گوئی کر دی تھی کہ یہ تیرا کم سن بچہ جس کا نام محمد ہے بڑا ہو کر قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔ حاجی بہرام ولی نے اپنے شاگرد آق شمس الدین کو اس بچے کا اُستاد مقرر کیا اور خود واپس انقرہ تشریف لے آئے اور لوگوں کی روحانی تربیت میں مصروف ہو گئے حتیٰ کہ 1430ء انقرہ میں آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت حاجی بہرام ولی کی بارگاہ میں لوگ نہایت عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں۔ ہم بھی شیخ عمر الرفاعی کی قیادت میں حضرت تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے بعد حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں پہنچے۔ شہزادۂ غوث الثقلین، سید صباح صاحب، شیخ عمر الرفاعی، صاحبزادہ سید حسنین محی الدین گیلانی اور اس بندۂ ناچیز نے حاضری کا شرف حاصل کیا، ہدیہ سلام پیش کیا، شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا کروائی اور قبر مبارک کو بوسہ دیتے ہوئے باہر تشریف لائے اور مسجد حاجی بہرام ولی میں نماز کی ادائیگی کیلئے داخل ہوئے۔ یہ مسجد مبارک ترکی فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے اور قابل دید ہے۔ جماعت ہو چکی تھی اس لئے شہزادۂ غوث الثقلین نے جماعت کروائی، کافی تعداد میں ترک عقیدت مند بھی نماز میں شامل ہو گئے۔ نماز کے بعد باہر نکلے تو زائرین کے ایک جم غفیر نے ان تینوں بزرگ شخصیات کو گھیرے میں لے لیا۔ کوئی دست بوسی کر رہا ہے تو کوئی قدم بوسی کیلئے تیار ہے۔ کوئی شہزادۂ غوث الثقلین سے دُعا کی درخواست کر رہا ہے تو کوئی سید صباح صاحب سے تعویذ کا طالب ہے۔ شہزادۂ غوث الثقلین اور سید صباح صاحب نے سب زائرین کو ڈھیروں دُعائیں دیں اور گاڑی میں سوار ہو کر اپنی اگلی منزل روانہ ہوئے۔

سلسلۂ ملامیہ کے ایک بزرگ جن کا اسم گرامی علی محی الدین ملامی اور عمر مبارک تقریباً 102 سال ہے، سلطنتِ عثمانیہ کی آخری یادگار ہیں۔ ماشاءاللہ تندرست وصحت مند اور حافظہ بھی نہایت خوب ہے۔ اس عظیم شخصیت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ترکی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے جس دوران کئی عربی آیات اور احادیث نبویہ کا ذکر کیا۔ آپ نے ترکی چائے سے ہماری تواضع کی جس کے بعد ہم سب اُن سے دُعاؤں کے طالب ہوئے اور اجازت لینے کے بعد گاڑیوں میں سوار ہوئے۔

شیخ عمر الرفاعی کے درویشوں کی طرف سے آج دو پہر کے کھانے کا انتظام تھا۔ جس کیلئے اُنہوں نے انقرہ شہر سے باہر ایک پُر سکون اور پُر کیف مقام پر ایک کلاسیکل ریسٹورنٹ کا انتخاب کیا تھا جس کی جانب جاتے ہوئے شہزادہ غوث الثقلین نے فرمایا کہ ہمارے ایک محبّ جناب سجاد احمد بھٹہ صاحب بھی انقرہ ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے آئے ہوئے ہیں، اُن سے رابطہ کریں۔ رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کانفرنس میں شرکت کے بعد انقرہ کے ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ حضرت صاحب نے اُن سے بات کی اور انہیں بھی دو پہر کے کھانے کی دعوت دی۔ شیخ عمر الرفاعی نے اُن کیلئے فوراً گاڑی بھجوائی جو انہیں ہوٹل سے لے کر اس خوبصورت ریسٹورنٹ میں لے آئی۔

جناب شیخ عمر الرفاعی صاحب اور اُن کے احباب نے اس کھانے پر کئی اور اہم شخصیات کو بھی دعوت دے رکھی تھی۔ جن میں بلدیہ کے ڈپٹی میئر اور ایک سینئر جج جناب اسماعیل بے، اپنے دو صاحبزادوں حسن اور حسین کے ہمراہ شریک تھے۔ انتہائی پرتکلف کھانوں سے تواضع ہوئی، چائے نوش کی اور تصویری سیشن کے بعد خانقاہ قادریہ رفاعیہ روانہ ہوئے۔

خانقاہ قادریہ رفاعیہ میں محفل ذکر

حضرت شیخ عمر الرفاعی نے آج کی یہ پر کیف وخوبصورت محفل تاجدار سدرہ شریف کے سجادہ نشین کے اعزاز میں سجائی تھی۔ جس میں مہمانانِ گرامی کے علاوہ انقرہ کی مقتدر شخصیات اور کثیر تعداد میں درویش اور خواتین موجود تھیں۔

دندانِ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارک کا ایک حصہ جو غزوۂ احد میں شہید ہوا تھا اس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' میں محفوظ ہے۔ سلطان وحید الدین خان نے اُس کیلئے ایک بکس بنوا کر اُس پر قیمتی پتھر جڑوائے اور اُس میں یہ تبرکِ عظیم محفوظ کردیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک

یہ عصاء مبارک فتح مصر کے بعد سلطان سلیم اوّل اپنے ہمراہ لائے تھے جو اس وقت ''طوپ قاپی میوزیم'' میں موجود ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا عمامہ شریف (پگڑی شریف)

فتح مصر کے بعد سلطان سلیم اوّل اس عمامہ شریف کو دوسرے تبرکات کے ہمراہ استنبول لائے جسے کچھ عرصہ تک آپ خود استعمال کرتے رہے بعد میں عثمانی سلاطین کی تخت نشینی کی تقاریب کے موقع پر عمامہ یوسف خیر و برکت کیلئے سلاطین کے سروں پر رکھا جاتا۔ سلطان سلیمان القانونی جب تختِ سلطانی پر جلوہ افروز ہوئے تو انہیں یہ عمامہ یوسفی پہنایا گیا۔ اُس کے بعد انہی کے دورِ حکومت میں ایک اور عمامہ بنوایا گیا جو عمامہ یوسفیہ کے مشابہ تھا اور عمامہ یوسفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

خانہ کعبہ کے تالے اور چابیاں

قبر سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دروازے کا تالا اور چابی

حجر اسود کے غلاف /لکڑی کا باب کعبہ /میزاب ہائے رحمت

غلاف ہائے بیت اللہ و غلاف ہائے حجرۂ روضۂ رسول ﷺ

چار انبیائے کرام کے روضۂ مبارکہ کے غلافوں کے ٹکڑے

سید الاولین والآخرین ﷺ کی قبر مبارک کی خاک مبارک

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قمیص، جائے نماز اور نقاب مبارکہ

سیدۃ عائشہ صدیقۃ رضی اللہ عنہا کا حجاب مبارک

استنبول ائیرپورٹ پر شہزادہ غوث الثقلین سید محمد انور گیلانی کے استقبال کا منظر

بارگاہ سیدنا ابوایوب انصاری میں شہزادہ غوث الثقلین ہدیہ عقیدت پیش کر رہے ہیں

اندرونی منظر مسجد سیدنا حضرت ابوایوب انصاریؓ

شیخ محمد روحی القادری، شہزادہ غوث الثقلین کو اپنی خانقاہ میں خوش آمدید کہہ رہے ہیں

خانقاہ قادریہ میں شیخ روحی محفل ذکر و وجد کا آغاز کرتے ہوئے

محفل ذکر و وجد کا منظر

خانقاہ ورجینیا میں محفل ذکر و وجد کا منظر

حضرت حاجی بیرام ولیؒ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا منظر

بارگاہ حاجی بیرام ولیؒ میں حاضری کی سعادت حاصل ہونے کے بعد اجتماعی دعا

سلسلۂ علامیہ کے ایک بزرگ علی حاجی الدین ملازی (عمر ۱۰۲ سال) سے ملاقات کا منظر

شیخ عمر ارقاضی کی جانب سے انقرہ کے ایک ہوٹل میں ظہرانے پر لی گئی اتفاقی تصویر

خانقاہ حضرت بکتاش ولی کا بیرونی منظر

مزارِ مبارک میزبانِ رسول ﷺ

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

ساتویں صدی عیسوی میں جو قافلہ فتح قسطنطنیہ کیلئے روانہ ہوا تھا اس میں صحابیِ رسول حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دورانِ راہ آپ بیمار ہو گئے اور وصیت فرمائی کہ اگر اس سفر کے دوران میرا انتقال ہو جائے تو میرے جسم کو ساتھ لے جا کر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دینا۔ چنانچہ راستے میں ہی آپ کا وصال ہو گیا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسدِ اطہر کو قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دیا گیا۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ آپ کی قبرِ مبارکہ کا ظاہری نشان باقی نہ رہا۔ پندرھویں صدی عیسوی میں جب سلطان محمد الفاتح کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوا تو سلطان نے حکم دیا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک تلاش کیا جائے تاکہ اس پر ایک بہترین مزارِ مبارک تعمیر کروایا جائے جس پر آپ کے روحانی استاد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی قبرِ اقدس کی نشاندہی فرمائی اور پھر اس مقام پر سلطانِ وقت نے ایک عظیم عمارت تعمیر کروائی۔

مزارِ مبارک حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ شہر استنبول سے باہر واقع ہے۔ اس پورے علاقے کو آپ ہی کے نام مبارک "ایوب سلطان" سے یاد کیا جاتا ہے۔ شہر سے یہاں پہنچنے کیلئے ہر وقت با آسانی بسیں، ٹیکسیاں اور پرائیویٹ کاریں مل جاتی ہیں۔ جمعہ والے دن تو آپ کے مزارِ مبارک اور مسجد میں بے پناہ رش ہوتا ہے اور عید کا سماں معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم کہ اس عظیم صحابی و میزبانِ رسول ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں تین بار حاضری اور تین جمعۃ المبارک ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اب چوتھی بار چوتھا جمعۃ المبارک میزبانِ رسول ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں شہزادۂ غوث الثقلین، سید السادات سید صباح احمد ابراہیم الحسینی اور صاحبزادہ والا شان سید حسنین محی الدین گیلانی کے ہمراہ پڑھنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ گاڑی میں سوار ہو کر علاقہ ایوب سلطان پہنچے۔ آپ کے مزارِ مبارک سے باہر کثیر تعداد میں اولیائے کرام اور بزرگوں کے مزارات مبارکہ ہیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے ان مقامات پر سلام پیش کیا اور دعائیں کیں۔

بارگاہ پیر روحانی میں اخونزادہ غوث الثقلین شیرازی کے درمیان

قونیہ شریف کی مسجد شرف الدین کے امام و خطیب کے ہمراہ

مزار پرانوار حضرت سید عفیف الدین حسین گیلانی الکوفی کا بیرونی منظر

خانقاہ رفاعیہ میں محفل ذکر و وجد

بیرونی منظر مزار مبارک حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ

حضور قبلہ سید محمد انور گیلانی مدظلہ بارگاہ رومیؒ میں دست بدعا ہیں

مزار پُرانوار حضرت سید عبداللہ بادشاہ الگیلانی الحمویؒ کا بیرونی منظر

مزار پُرانوار
حضرت الشیخ السید
گل بادشاہ الگیلانی الحموی
کا اندرونی منظر

مزار پُرانوار
نقیب الاشراف الشیخ
السید احمد الگیلانی الحموی
کا اندرونی منظر

قیصری

شہرِ روحانیت و مستقر اولیائے کاملین

سیدنا برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ

مرشد اول حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

قیصری

انقرہ میں نمازِ فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد اگلی منزل شہر قیصری روانہ ہوئے جو روحانیت کا مرکز اور اولیائے کرام کی قیام گاہ ہے۔ اس سفرِ مبارک میں جناب سید صباح صاحب بھی ہمارے رفیقِ سفر ہے۔ قیصری شہر سے قبل ایک آبادی حاجی بکتاش ولی کے نام سے مشہور ہے جس میں مشہور صوفی بزرگ حاجی بکتاش ولی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ہے۔ حاجی بکتاش ولی کا تعلق کاظمی سادات سے تھا اور حضرت لقمان پرندہ کے زیرِ تربیت رہے۔ آپ، حضرت مولانا جلال الدین رومی اور صوفی شاعر یونس امرہ کے ہم عصر تھے۔ حاجی بکتاش ولی کا مزارِ مبارک مین سڑک سے تھوڑا اندر کی جانب ہے۔ آپ کے مزارِ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا جو انتہائی پر کیف اور انوار کا مرکز و منبع ہے۔ اردگرد کی دوسری اہم قبور اور موجود تبرکاتِ مبارکہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ چشمۂ حاجی بکتاش ولی سے سب احباب نے پانی پیا اور الوداعی دُعا کے بعد مرکزی سڑک کی طرف روانہ ہوئے۔

قیصری شہر سے بیس کلو میٹر باہر مین روڈ پر قیصری کی ایک روحانی و بزرگ شخصیت جناب شیخ عبدالوہاب قادری رفاعی مدظلہ العالی نے اپنے جملہ مریدین کے ہمراہ شہزادۂ غوث الثقلین کا پر جوش استقبال کیا۔ گلدستہ جات پیش کیئے گئے اور گاڑیوں کی طویل قطار میں خانقاہ جناب شیخ عبدالوہاب روانہ ہوئے۔ انقرہ کے شیخ عمر الرفاعی اور شیخ عبدالوہاب رفاعی ایک ہی پیر کے مرید و خلیفہ ہیں۔ چند ہی منٹوں میں شیخ عبدالوہاب کی خانقاہ/زاویہ کے صدر دروازے پر پہنچے جہاں دف پر منقبتیں پڑھتے ہوئے پر جوش استقبال ہوا اور گل ہائے عقیدت پیش کیئے گئے۔ خانقاہ شیخ عبدالوہاب رفاعی مدظلہ قابلِ دید ہے اور ترکی فنِ تعمیر کا بہترین نمونہ ہے، خاص کر دیوانِ مبارک، جہاں پر محافلِ ذکر منعقد ہوتی ہیں دیکھنے کے لائق ہے۔ قبلہ پیر صاحب کو فنِ تعمیر سے انتہا درجہ دلچسپی ہے۔ دورانِ سفر آپ ایسی تعمیرات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ دیوان میں داخل ہونے کے بعد چائے سے تواضع ہوئی، پھر آپ نے اپنے استقبال کیلئے آنے والے احباب اور بالخصوص شیخ عبدالوہاب صاحب کا دلی شکریہ ادا کیا۔ دوپہر کے پر تکلف کھانے سے تواضع ہوئی، نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کی ادائیگی شہزادۂ غوث الثقلین کی امامت میں ادا کی۔

قیصری میں ہمارا قیام جناب شیخ عبدالوہاب صاحب کے زاویے میں رہا جنہوں نے خود اور اُن کے خدام نے خدمت کی انتہا کر دی تھی۔ شیخ عبدالوہاب صاحب کی طرف سے شہزادۂ غوث الثقلین کے اعزاز میں آج رات بعد از نمازِ عشاء ایک محفلِ ذکر و وجد کا خصوصی انتظام تھا جس میں اعیانِ شہر کے علاوہ کئی روحانی شخصیات موجود تھیں۔

دیوانِ ذکر میں شہزادۂ غوث الثقلین نے عشاء کی جماعت کروائی جس کے ساتھ ہی محفلِ ذکر کا آغاز بانسری کی پر کیف و روح پرور آواز سے ہوا۔ پھر نعت شریف اور بعد میں منقبت حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ اور حضرت سید احمد رفاعی دف کے ہمراہ پڑھی جاتی رہیں۔ اس دوران تین کمسن بچوں نے ذکرِ رومی سے ہال میں ایک کیف کی صورت پیدا کر دی پھر جملہ احباب اور درویشوں نے کھڑے ہو کر ذکرِ رفاعی کیا۔ یہ محفلِ عشق و مستی رات ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی، اس کے بعد خطابات ہوئے جن کے عربی و ترکی ترجمے ہوتے رہے۔ شہزادۂ غوث الثقلین کا صدارتی خطاب تھا، جس میں انہوں نے ملک ترکی اور پاکستان کے قدیم تعلقات پر روشنی ڈالی اور اپنے ترک بھائیوں نے استنبول آمد سے لے کر قیصری پہنچنے تک جو پیار و محبت دیا اُس کا تفصیل سے ذکر کیا۔ آخر میں اس خانقاہ کے بانی اور جملہ مریدین کے حق میں دُعا فرمائی، جس کے بعد ملاقات کا سلسلہ جاری رہا اور پروگرام طے ہوا کہ کل شہر قیصری کی زیارات کا شرف حاصل کریں گے۔ شہر قیصری میں بے شمار زیارات قابلِ دید ہیں لیکن ان سب میں اہم و مشہور زیارت حضرت سیدنا برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کا شمار حضرت مولانا روم کے والد ماجد کے اہم مریدوں اور نامور علماء میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم کے والد ماجد نے جب وفات پائی تو اس وقت سید برہان الدین اپنے وطن ترمذ میں تھے۔ فوری قونیہ روانہ ہوئے حضرت مولانا روم نے اکثر ظاہری علوم انہی سے حاصل کئے تھے۔ اس ملاقات کے بعد سید صاحب نے مولانا کا امتحان لیا اور جب تمام علوم میں کامل پایا تو فرمایا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں تمہارے والد محترم کی باطنی امانت تمہیں لوٹا دوں۔ اس کے بعد سید

برہان الدین نے آپ کو بیعت کیا اور تقریباً نو سال تک طریقت وسلوک کی تعلیم دیتے رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ بلخ میں ہی آپ کے والد ماجد نے آپ کو سید صاحب کا مرید کروا دیا تھا۔ سید برہان الدین کی خصوصی توجہ نے حضرت مولانا روم کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ حضرت مولانا جب کسی علمی تقریب میں اسرار ورموز بیان فرماتے تو لوگ پتھر کی طرح ساکت ہو جاتے۔

روایت ہے کہ سیدنا برہان الدین محقق ترمذی حضرت مولانا جلال الدین رومی کے والدِ بزرگوار کے مرید ہونے کے بعد ویرانوں اور جنگلوں میں نکل جاتے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ سروپا برہنہ 12 سال تک متواتر پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے رہے۔ ایک تھیلے میں ''جو'' رکھا کرتے دسویں دن ''جو'' کے تین دانے کھا لیتے۔ بھوک کو ضبط کرتے کرتے آپ کے سارے دانت گر گئے تھے۔ ایک روز غیب سے آواز آئی اب ریاضت نہ کرو اور اتنی زیادہ تکلیف نہ اُٹھاؤ۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ جب تک مشاہدۂ جمال نہ ہوگا اپنا مجاہدہ نہ چھوڑوں گا۔ حالت یہ ہو چکی تھی کہ جو کچھ بارگاہِ رب العالمین میں عرض کرتے وہ فوراً پوری ہو جاتی۔

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کے خاص الخواص مریدین سے روایت ہے کہ جب آپ کی ظاہری عمر ختم ہونے کو آئی اور انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ پانی گرم کر کے لاؤ پھر اس کو حجرہ میں رکھوا کر دروازہ بند کر دیا اور فرمایا شہر میں اطلاع کر دو کہ سیدِ غریب کا انتقال ہو گیا ہے، خادم کہتا ہے کہ میں نے دروازے سے جھانکا سب سے پہلے آپ نے وضو کیا اس کے بعد غسل فرمایا کپڑے بدلے اور ایک کونے میں لیٹ گئے اور با آوازِ بلند فرمایا'' آسمان اور اہلِ آسمان پاک ہیں، پاکوں کی روحیں حاضر ہیں، اے حاضرِ وقت، جو امانت مجھے ملی تھی وہ مجھ سے لے لے، انشاء اللہ تعالیٰ مجھے صابرین میں سے پاؤ گے''۔ یہ فرمایا اور اپنی جان جاناں کے سپرد کر دی۔ خادم رونے لگا، کپڑے پھاڑ ڈالے، وزیرِ وقت شمس الدین کو اطلاع ہوئی۔ سب چھوٹے بڑے روتے ہوئے حاضر ہوئے اور آپ کو اسی مقام پر دفن کر دیا۔ دفن کے بعد بے شمار تعداد میں قرآنِ پاک پڑھوائے گئے، غرباء اور مساکین کو خیرات تقسیم کی گئی اور مزار پر گنبد بنوایا مگر چند روز بعد وہ گر گیا۔ پھر ایک محراب بنوائی گئی وہ بھی گر گئی۔ ایک شب وزیر شمس الدین کو خواب میں

ارشاد ہوا کہ ہمارے مزار پر عمارت نہ بناؤ۔

چہلم کے بعد ان تمام واقعات کی اطلاع حضرت مولانا جلال الدین رومی کو دی گئی۔ مولانا روم اپنے خدام کے ہمراہ قیصری تشریف لائے۔ از سر نو عرس کا اہتمام کیا گیا، سید صاحب کا سامان اور کتابیں وزیر شمس الدین نے حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیں۔ مولانا نے چند چیزیں بطور تبرک وزیر شمس الدین کے حوالے کیں اور باقی تمام سامان قونیہ اپنے ہمراہ لے آئے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کے پوتے اور تیسرے سجادہ نشین حضرت شیخ عارف چلپی بیان فرماتے ہیں کہ سید صاحب کی ریاضت وعبادت کی یہ حالت تھی کہ 10 یا 15 دن کے بعد روزہ افطار کرتے۔ جب نفس انتہائی مجبور کرتا تو آپ کسی دکان پر تشریف لے جاتے اور دکاندار جو پانی کتوں کے واسطے کسی برتن میں ڈال کر رکھا کرتے۔ اس پانی کو دیکھ کر اپنے نفس سے مخاطب ہوتے اور فرماتے کہ میری پہنچ تو صرف یہاں تک ہے اگر تیرا ارادہ ہے تو یہ پانی پی لے ورنہ دوبارہ مجھے تکلیف نہ دینا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ سید صاحب ابتدائے جوانی میں میرے جد امجد حضرت مولانا بہاء الدین کی خدمت میں صرف 40 دن ٹھہرے تھے اور انہوں نے آپ کو ان 40 دنوں میں کشف وولایت وسلوک کی تمام منازل طے کروا دیں تھیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ، حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ سید صاحب کا یہ مقام ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے حجرہ میں موجود تھے اور ایک رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے 80 مرتبہ سید صاحب پر تجلی فرمائی۔ اسی وجہ سے آج بھی سید صاحب کے مزار مبارک سے انوار وتجلیات کا ظہور ہو رہا ہے۔

اس عظیم وروحانی شخصیت کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کیلئے قبلہ شیخ عبدالوہاب صاحب کی قیادت میں گاڑیوں میں قافلہ کی صورت میں درگاہ شریف کے مرکزی دروازہ پر پہنچے۔ آپ کا مزار مبارک ایک وسیع وعریض خوبصورت باغ میں ہے۔ جس کے اردگرد بے شمار بزرگانِ دین کی قبور مبارکہ ہیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ جن عظیم شخصیات پر اللہ تبارک وتعالیٰ تجلیات

مساجد استنبول

استنبول کو مساجد کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ ہر علاقہ میں کئی کئی مساجد موجود ہیں۔ اکثر مساجد عثمانی سلاطین کی یادگاریں ہیں اور اب کچھ نئی بھی تعمیر ہو چکی ہیں۔ چند مساجد کے اسماء اور ان کے مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نام مسجد	علاقہ
مسجد خرقہ نبوی ﷺ / مسجد سلطان محمد الفاتح / مسجد غازی احمد پاشا / مسجد مہر ماہ سلطان / مسجد مراد پاشا / مسجد رمضان آفندی / مسجد سلطان سلیم / مسجد سنبل آفندی	فاتح
مسجد عزیز محمود ھدائی / مسجد شمسی پاشا	اسکودار
مسجد بایزید / مسجد لالیلی / مسجد محمود پاشا / مسجد نور عثمانیہ / مسجد رستم پاشا / مسجد سلیمانیہ / مسجد سلطان احمد	ایمینینو
مسجد بیک بحمد اللہ اس مسجد میں مصنف کتاب ہذا کو مؤرخہ ۲۴ جولائی بروز ہفتہ مغرب کی اذان دینے اور جماعت کروانے کا شرف حاصل ہوا۔	بیک

آیۃ" مِّنْ آیاتِ اللّٰہِ

کعبہ را یک بار "بیتی" گفت یار | گفت یا عبدی مرا "ھفتاد" بار

شبیہہ مبارک عارف کامل و عاشقِ واصل

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

قونیہ شریف

خصوصی تذکرہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شہر بلخ میں 6 ربیع الاول شریف 604 ہجری 1207 عیسوی ہوئی۔ آپ کے والدِ محترم حضرت سلطان العلماء سلطان بہاء الدین ولد فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کی عمر ابھی پانچ سال کے قریب تھی کہ ایک دن وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ چھت پر چل رہے تھے کہ کسی لڑکے نے کہا کہ آؤ اس چھت سے دوسری چھت پر کود یں، میرے بیٹے نے کہا کہ اس قسم کی حرکات تو کتا، بلی اور دوسرے جانور بھی کر سکتے ہیں، ہمت کرو اس سے آگے بڑھو آؤ! اور آسمان کی طرف پرواز کریں، یہ کہہ کر جلال الدین کچھ دیر کیلئے لڑکوں کی نظر سے غائب ہو گئے جس پر لڑکوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور کچھ دیر بعد آپ واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ جس وقت میں تم سے باتیں کر رہا تھا تو اس وقت فرشتوں کی ایک جماعت آئی اور مجھے پکڑ کر آسمان پر لے گئے، میں نے وہاں پر عجائبات عالمِ ملکوت کی زیارت کی اور جب تم لوگوں نے میرے لئے شور کیا تو وہ فرشتے مجھے واپس لے آئے۔

حضرت مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اس کے بعد حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں آئے، قیامِ بلخ میں انہی کے زیر تربیت رہے اور بیشتر علوم دینیہ انہی سے حاصل کئے۔ بلخ سے ہجرت کے بعد نیشاپور، بغداد، حجاز مقدس، شام اور آق شہر سے ہوتے ہوئے قونیہ پہنچے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد 25 سال کی عمر میں اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے شام کا سفر اختیار فرمایا۔ شہر حلب میں مدرسہ حلاویہ شیخ کمال الدین عدیم حلبی سے فیض حاصل کیا، اس مدرسہ کے علاوہ حلب کے اور مدارس سے بھی اکتساب فیض کیا۔ مناقب العارفین از شمس الدین الافلاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا روم نے سات برس دمشق میں رہ کر تحصیل علم کیا۔ حضرت مولانا روم کے ایک مرید خاص سپہ سالار جنہوں نے مدتوں حضرت رومی کی صحبت سے فیض حاصل کیا، کی روایت کے مطابق آپ دمشق کے مدرسہ برانیہ میں تحصیل علم کیلئے قیام پذیر رہے۔ دورِ طالب علمی میں ہی حضرت مولانا روم نے یہ مرتبہ حاصل کر لیا تھا کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو لوگ آپ ہی کی طرف رجوع کرتے۔ یہ امر مسلم ہے کہ حضرت مولانا روم نے تمام علوم دینیہ میں نہایت کمال حاصل کر لیا تھا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ اللہ تبارک و تعالٰی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ **آیۃ من آیات اللہ** روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا روم کے مدرسہ میں فرمایا تھا کہ

ہر کہ می خواہد کہ انبیاء راببیند، مولانا را بیند، سیرتِ انبیاء اوراست

(کہ جو انبیاء کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ حضرت مولانا روم کی زیارت کر لے
کیونکہ آپ کی سیرت، انبیاء کی سیرت ہے)

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ابھی پانچ سال کی تھی کہ آپ بیٹھے بیٹھے مضطرب ہو جاتے۔ آپ کے والدِ بزرگوار کے خدام آپ کو اپنے حلقہ میں لے لیتے۔ حضرت مولانا روم کی یہ حالت اس لئے ہوا کرتی کہ آپ کو بچپن سے ہی فرشتے، جنات اور رجال الغیب نظر آیا کرتے تھے۔ آپ کے والدِ محترم آپ کو تسلی و تشفی دیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہ غیب کی چیزیں ہیں۔ آپ پر اس لئے ظاہر ہوتی ہیں کہ ہدایاتِ غیبی آپ کو بطورِ تحفہ پیش کرے۔ ''خداوندگار'' کا لقب آپ کے والدِ محترم شمس العلماء حضرت مولانا بہاء الدین ولد نے آپ کو عطا کیا تھا۔

ساڑھے سات بجے کے قریب ہم قونیہ شریف کی سرزمین مقدس میں پہنچ گئے۔ مزار مبارک کا پہلا سلام باہر سے کیا کیونکہ اس وقت مزارِ مبارک بند تھا۔ زاویہ قادریہ رفاعیہ شیخ علی کامل بابا پہنچے جہاں پر کثیر تعداد میں درویش شہزادہ غوث الثقلین کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ دفوں کے ساتھ استقبال ہوا، پھر پر تکلف کھانے سے تواضع ہوئی۔ رات کے آرام کیلئے ایک ہوٹل پہنچے۔ شہزادہ غوث الثقلین اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ صاحب اور میں باہر آ گئے اور ایک ہوٹل میں بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہوئے۔ جب واپس ہوٹل پہنچے تو شیخ علی کامل بابا کے بھائی شیخ نادر کرنی بیوک جن سے ایک طویل عرصہ سے یاد اللہ ہے، مہربانی فرماتے ہوئے وہ ہوٹل تشریف لے آئے۔ اُن کے ہمراہ سیٹھ عبدالوحید کے صاحبزادے محمد جواد بھی تھے جو کچھ ہی دیر قبل استنبول سے قونیہ شریف پہنچے تھے۔ ہوٹل کی لابی میں شیخ نادر صاحب سے طویل ملاقات ہوئی۔ کچھ تحائف جو مزارِ حضرت مولانا روم، لائبریری اور موصوف کیلئے لائے تھے اُن کی

خدمت میں پیش کئے۔ چادر شریف جو مزار مولانا روم کیلئے لائے تھے وہ بھی اُن کے حوالے کی کہ وہ کسی مناسب وقت پر مزار مولانا روم پر پیش کر دیں۔ شیخ نادر صاحب فرمانے لگے کہ اگر آپ جمعۃ المبارک تک رُک جائیں تو ہفتہ والے دن قونیہ کلچرل سینٹر میں محفلِ ذکرِ رومی انعقاد پذیر ہو گی میں آپ تمام مہمانان اور شہزادۂ غوث الثقلین کو اُس محفل میں شریک ہونے کی دعوت دیتا ہوں لیکن ہم نے معذرت چاہی کیونکہ شہزادہ غوث الثقلین زیاراتِ قونیہ شریف کے بعد واپس انقرہ جانا چاہتے تھے کیونکہ دو دن بعد ہمارے میزبان شیخ عمر الرفاعی کی غیر ملکی دورہ کیلئے روانگی تھی۔

حضرت مولانا روم کی زیارت کی فضیلت

حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے مدرسہ میں مولانا اکمل الدین کی خدمت میں بیٹھا معارف و حقائق بیان کر رہا تھا اچانک حضرت مولانا بھی تشریف لے آئے اور مجھ سے فرمانے لگے اے بہاء الدین! مجھ پر بہت زیادہ نظر کر اور میرے چہرے کو خوب دیکھ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا قیامت کے دن بھی ہمیں آپ کا دیدار نصیب ہوگا؟ فرمانے لگے خدا کی قسم! تمام علمائے عالم اور افرادِ جہان کی بخشش تیرے طفیل ہو گی پھر حضرت مولانا روم نے فرمایا ''کہ جس کسی نے مجھے دیکھا وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا''۔

حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی فضیلت

روایت ہے کہ ایک دن حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ بعد از وصال میرے دوست میری قبر بلند بنائیں تاکہ دور سے نظر آئے، پھر فرمایا کہ جو شخص میری قبر دیکھ کر اعتقاد پیدا کرے گا، میری ولایت کا یقین کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی بخشش ومغفرت فرمادیں گے اور جو شخص ثبت کامل اور یقین محکم کے ساتھ میری قبر کی زیارت کرے گا اس کی جو حاجت ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ پوری فرمائیں گے۔ اس کے تمام مقاصد اور دین و دنیا کے مطالب پورے ہوں گے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

زبس دُعا کہ بکردم دُعا شدست وجودم
کہ ہر کہ بیند رویم دعا بخاطر آرد

(میں دعا کرتے کرتے خود دعا بن چکا ہوں اب تو یہ حال ہے کہ جو میری زیارت کرے
اس کے دل میں دعا اتر جاتی ہے)

قافلہ عشق ومحبت،قونیہ شریف کے احباب کے ہمراہ زیارت مزار مبارک حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے روانہ ہوئے جو اس وقت ایک میوزیم کی صورت میں موجود ہے۔ خلافتِ عثمانیہ کے بعد 1926ء میں اس عظیم ومقدس مقام کو میوزیم میں تبدیل کر کے (Konya Asar-i-Atika Muzasi) قونیہ میوزیم آف ہسٹراریکل ورکس کے نام سے متعارف کروایا گیا۔ سال 1954ء میں نام تبدیل کر کے (Mevlana Muzusi) ''میولانا میوزیم'' رکھ دیا گیا اور اب یہ عظیم مقام اسی نام سے مشہور ومعروف ہے۔ اس کا موجودہ رقبہ اٹھارہ ہزار مربع میٹر ہے جو درگاہِ حضرت مولانا، آپ کی مسجد، درویشوں کے کمرے، لائبریری، تبرکات کے کمرے، سماع ہال، مطبخ، وسیع لان، صحن، وضو کی جگہ، باغیچہ اور دفاتر پر مشتمل ہے۔

مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ حضرت پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ایک کمرہ آتا ہے جس کو ''تلاوت چیمبر یا تلاوت قرآن پاک کا کمرہ'' کہا جاتا ہے۔ 1926ء سے پہلے یہاں تلاوت کلام پاک ہوا کرتی تھی۔ پھر زائرین حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلامی کیلئے حاضر ہوا کرتے تھے لیکن میوزیم بن جانے کے بعد اس بابرکت مقام کو خطاطی کے نمونوں کی نمائش کیلئے مختص کر دیا گیا ہے۔ اس میں قدیم دور

کے مشہور خطاطوں کے فن پاروں کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔ اسی کمرہ سے اندرونی جانب ایک اور دروازہ کھلتا ہے جو بارگاہِ پیر رومی میں داخلے کا دوسرا مرکزی دروازہ ہے۔ چاندی کا بنا ہوا یہ انتہائی خوبصورت دروازہ 1599ء میں حسن پاشا نے بارگاہِ رومی کیلئے پیش کیا تھا اس دروازہ کے دائیں اور بائیں جانب انتہائی خوبصورت اور قیمتی قالین لٹکے ہوئے ہیں۔ اس دروازہ کے اُوپر ایک خوبصورت فریم لگا ہوا ہے جس میں حضرت مولانا جامی کا شعر تحریر ہے۔ اس خوبصورت دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ رومی کا خوبصورت اور طویل ہال شروع ہو جاتا ہے یہ ہال تین گنبدوں پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد سبز گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں جس کو قبۂ خضراء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سبز گنبد کی تعمیر حضرت مولانا روم کے محبوب خلیفہ شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کے ایام سجادگی اور حضرت سلطان ولد کی منظوری سے شہر تبریز کے معروف ماہر تعمیرات بدر الدین تبریزی کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اُس وقت مزار مبارک کی تعمیر پر ایک لاکھ تیس ہزار سلجوقی درہم خرچ آیا تھا۔ ہال مذکورہ کے دائیں جانب ایک بلند اور طویل چبوترہ پر 60 قبور مبارک ہیں عین درمیان میں حضرت مولانا روم کا مزارِ پُر انوار ہے جس پر ایک خوشنما غلاف پڑا ہوا ہے۔

1565ء میں عثمانی سلطان **سلیمان القانونی** نے حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کیلئے جب سنگِ مرمر کے تعویذ پیش کئے تو حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک پر پڑا ہوا لکڑی کا تعویذ آپ کے والدِ ماجد کے مزارِ مبارک پر رکھ دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔ چبوترہ مذکورہ پر حضرت مولانا روم کے اہل خانہ، عزیز و اقارب، سجادگان اور خلفاء کے علاوہ سلسلہ مولویہ کی اہم شخصیات بھی آرام فرما ہیں، اسی طرح بائیں جانب ایک مختصر چبوترہ پر خراسان کے چھ اولیاء اللہ کے مزاراتِ مبارک بھی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک دنیا کا خوبصورت اور ڈیزائن کے لحاظ سے منفرد مزارِ مبارک ہے، ظاہری خوبصورتی اور جاہ و جلال کے علاوہ اس کے انوار و تجلیات کے بھی کیا کہنے۔ یہاں کی کیفیات اور انوار و تجلیات کا عالم ہی نرالا ہے، کیوں نہ ہوں یہ وہ ہستی عظیم ہیں کہ جن پر زندگی میں

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تجلیات کا نزول فرماتے رہے۔ حضرت پیر رومی فرمایا کرتے تھے کہ بیت اللہ شریف کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف ایک بار **اپنا گھر** کہا ہے جب کہ ستر بار مجھے **اپنا بندہ** کہ چکا ہے۔

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرا هفتاد بار

بارگاہِ رومی میں زائرین ہر وقت سلام کیلئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ بالخصوص جمعۃ المبارک اور چھٹی والے دن تو زائرین کا رش قابل دید ہوتا ہے۔ ہم نہایت ادب سے اس مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوئے، اندر کے پورے ماحول کو بانسری کی آواز نے پر کیف و پر سوز بنایا ہوا ہے۔ اسی لئے تو حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ پیر رومی کو اپنا ساتھی و مرشد بنالے تا کہ پھر خداوند تعالیٰ تجھے بھی سوز و گداز کی نعمت سے نواز دے۔

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

ہم نے سب سے پہلے حضرت مولانا رومی رضی اللہ عنہ کے محبوب خلیفہ، کاتب مثنوی شریف اور اول سجادہ نشین حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا۔

ادرنہ

تاریخی شہر ادرنہ استنبول سے تقریباً ۲۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ عثمانی سلاطین نے شہر بُرصہ کے بعد اس شہر کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ یہ شہر یورپ کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ سلطان مراد اول نے ۱۳۶۱ء میں ادرنہ کو عثمانی دارالسلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اس تاریخی شہر میں عثمانی سلاطین کی بے شمار یادگاریں اب تک موجود ہیں جو قابل دید ہیں۔ سفر ترکی (۲۰۰۴ء) کے دوران ہمیں اس تاریخی شہر کو دیکھنے کا موقع ملا۔ شہر ادرنہ کی مذہبی و تاریخی یادگاریں دیکھنے کیلئے ایک دن کافی ہے۔ استنبول شہر سے آرام دہ بسیں ادرنہ کیلئے بذریعہ ہائی وے وقفہ وقفہ سے رواں دواں رہتی ہیں۔ ہم صبح ساڑھے نو بجے والی بس سے ادرنہ کے تاریخی شہر کیلئے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر بس والوں کی طرف سے تواضع ہوتی رہی۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے کے بعد ہم ادرنہ شہر کے مرکزی بس اسٹینڈ پر اتر گئے۔ پھر وہاں سے مرکزِ شہر کیلئے دوسری کوچ میں سوار ہو کر وسطِ شہر پہنچے۔ اترنے کے بعد جب بس والے سے کرایہ پوچھا تو کہنے لگا کوئی کرایہ نہیں کیونکہ مرکزِ شہر تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ پورے سفر ترکی میں دیکھا گیا کہ لمبے روٹ والی بسیں شہر سے باہر اتار دیتی ہیں۔ اس کے بعد اسی کرایے میں مرکزِ شہر تک دوسری بسوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ ادرنہ ایک خوبصورت اور سرسبز و شاداب شہر ہے اور صفائی کے اعلیٰ انتظام کے بھی کیا کہنے۔ پورے شہر میں لگے درخت اور پھول اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس شہر میں جن مذہبی و تاریخی مقامات کو دیکھنے کا موقع ملا ان کا مختصر تذکرہ۔

مسجد سلیمیہ

ادرنہ شہر کی سب سے خوبصورت اور وسیع مسجد سلیمیہ ہے۔ عثمانی سلطان سلیم دوم کی خواہش پر مشہور ترکی معمار ''سنان'' نے ۱۵۶۹ء تا ۱۵۷۵ء کے درمیان اسے تعمیر کیا۔ مسجد کے چاروں کونوں میں چار انتہائی خوبصورت اور اونچے مینار دور سے ہی اس مسجد کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ یہ مسجد عثمانی فنِ تعمیر کا عظیم نمونہ ہے اور قابل دید ہے۔ اس مسجد کے باہر ایک وسیع خوبصورت باغ بھی ہے جس میں عظیم ترکی معمار سنان کا مجسمہ نصب ہے۔

گناہگاروں اور مجرموں کی شفاعت فرمائیں گے۔

سید و سرور محمد ﷺ نورِ جان

مهتر و بهتر شفیع مجرمان

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں سرکارِ مدینہ ﷺ کو انسانِ کامل کا بہترین نمونہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو سرحلقہ انبیاء اور قطبِ آفرینش قرار دیا۔ سفرِ معراج شریف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سفرِ مبارک ایک ایسی دعوت تھی کہ جس میں کسی غیر کا گذر ممکن نہ تھا۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں اس دعوت کو واضح الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ **"لی مع اللہ وقت، لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل"** حضرت مولانا روم مثنوی شریف میں اس دعوت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

چون معلم بود عقلش ز ابتدا

بعد از ین، شُد عقل شاگردی ورا

عقل چُون جبرئیل گوید احمدا

گر یکی گامی نهم، سوزد مرا

تو مرا بگذار زین پس پیش ران

حد من این بود ای سلطانِ جان

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شبِ معراج میں سات آسمانوں تک آقائے دو عالم ﷺ کی ہمراہی اختیار کرنے کے بعد فرمایا کہ اے احمد مجتبیٰ ﷺ! اب اس سے ایک قدم بھی آگے جانا میرے لئے ممکن نہیں اور اگر میں ذرہ بھر بھی آگے بڑھا تو میرے بال و پر جل جائیں گے، اس لئے مجھے اسی مقام پر چھوڑتے ہوئے آپ آگے قدم بڑھائیں کیونکہ اے سلطانِ جان اس جگہ میری حد ختم ہوگئی۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی مقامِ عشق میں انسانِ کامل کو اس عروج و بلندی تک رسائی حاصل کرنے کے لائق سمجھتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس درخواست کے بعد سرکارِ مدینہ ﷺ آگے کا سفر تنہا

طے کرنے کے بعد عرش الٰہی اور فلک الافلاک تک پہنچ گئے۔ یعنی یہ معراج کی عظمت اور علامت نہیں تو اور کیا ہے کہ خاکی جسم انسان عشق کی وجہ سے انتہائی بلندی تک پہنچ گیا؟

جسمِ خاک از عشق بر افلاک شُد
کوہ در رقص آمد و چالاک شُد

حدیث قدسی "لولاک لما خلقت الافلاک" کو بھی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اپنے خوبصورت انداز میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

عشق بشگافد فلک را پاک جفت
بہر عشق او خُدا لولاک گُفت
منتہی در عشق، چون او بُود فرد
پس مر او را ز انبیا تخصیص کرد

ذاتِ باری کا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کا اٹوٹ رشتہ ہے اور عشق کی وجہ سے خالق کائنات نے "لولاک" فرمایا، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس عشق کی دنیا میں منفرد اور اکیلی تھی، اس لئے خداوند تعالیٰ نے انبیاء کے درمیان اُنہیں خصوصی طور پر منتخب فرمایا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ جہاں تسبیح و تقدیس میں ہمہ تن غرق و مصروف ہے اور یہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جو دونوں جہانوں میں شفاعت کرنے والی ہیں۔

ہمچنان کہ این جہان پیشِ نبی
غرق تسبیح است و پیش ما غبی
او شفیع است این جہان و آن جہان
این جہان زی دین و آنجا زی جنان

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے عقیدے اور طرزِ فکر کا اظہار اس طرح فرماتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا شاہی سکہ ابد تک باقی اور جاری رہنے والا ہے۔ حضرت مولانا روم کا یہ نظریہ جملہ انبیاء پر رسول اللہ ﷺ کی عظمت وفضیلت کی واضح دلیل ہے۔

سکۂ شاہان ہمی گردد دگر
سکۂ احمد ﷺ ببین تا مستقر

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ

از درمہا نامِ شاہان بر کنند
نامِ احمد ﷺ تا ابد بر می زنند

یعنی دنیوی سکوں سے بادشاہوں کے نام ہٹا دیے جاتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے اسمِ مبارک کا سکہ قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ عاشق خداوند تعالیٰ ہونے کے ساتھ معشوق خلائق بھی ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف اور غزلیات شمس میں ستون حنانہ کا کئی بار ذکر فرمایا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ کا یہ ستون اپنے معشوق رسول اللہ ﷺ کے فراق میں عاشقوں کی طرح حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں یوں گریہ کیا کرتا تھا۔

استن حنانہ از ہجرِ رسول ﷺ
نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول

یعنی ستون حنانہ نے رسول اللہ ﷺ کے فراق میں صاحب عقول لوگوں کی طرح گریہ وزاری شروع کردی۔ نسائی کی ایک روایت کے مطابق درخت کے اُس تنے سے اُس اونٹنی کی طرح آواز آتی تھی جس کا بچہ گم ہو گیا ہو۔ یہ درخت کا تنا ہی بعد میں اُستن حنانہ کے نام سے مشہور ہوا۔ ایک دوسرے مقام پر حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس عاشق دلبر کا اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

پیش تو استون مسجد مردہ ای است
پیش احمد ﷺ دلبردہ ای است

یعنی تمہاری نظر میں تو مسجد کا یہ ستون ایک بے جان اور مردہ چیز تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی نگاہوں میں وہ ایک دلبر عاشق تھا۔

ہمارے سردار و پیشوا ہمارے شفیع دو جہاں ﷺ وہی معشوقِ اعظم ہیں جن کے عشاق یہ نہ چاہتے تھے کہ اُن کے وضو مبارک کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے بلکہ وہ اُسے بطور تبرک اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے چہروں پر مل لیا کرتے تھے۔ وہ معشوقِ خلائق ہیں کہ جن پر درود و سلام کی صداؤں سے آج بھی ہر مجلس معطر و منور ہے۔ **صلی اللہ علیہ وآلہ و بارک وسلم**

سماع کی محافل میں لوگ پہلے حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کو یقینی بنا کر حضرت مولانا روم کو دعوت دیتے۔ حضرت مولانا روم شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کو **ابا یزید الوقت، جنید الزمان، ولی اللہ فی الارض، مفتاح خزائن العرش** جیسے عظیم القابات سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ ایک روز معین الدین پروانہ نے بہت بڑے جلسے کا اہتمام کیا جس میں شہر کے تمام بزرگ مدعو تھے۔ حضرت مولانا روم بھی تشریف لائے لیکن آپ خاموش رہے اور ایک کلمہ بھی زبان سے ارشاد نہیں فرمایا۔ اس روز حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کو دعوت نہیں دی گئی تھی۔ معین الدین پروانہ سمجھدار آدمی تھا، سمجھ گیا اس نے فوراً مولانا سے عرض کی کہ ارشاد ہو تو حضرت چلپی کو بھی باغ سے بلا لیا جائے آپ نے فرمایا مناسب ہے، کیونکہ پستانِ حقائق معانی کے دودھ کو ہی جذب کرتے ہیں۔

ایں سخن شیر است در پستانِ جان
بے کشندہ خوش نمی گردد روان

یہ بات پستان میں دودھ نکالنے کی طرح ہے، نکالنے والے کے بغیر جاری نہیں ہوا کرتا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کو اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرما دیا تھا۔ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ گیارہ برس سجادہ نشینی کے فرائض احسن طریقہ پر سرانجام دیتے رہے اور بروز منگل 22 شعبان المعظم 683 ہجری انتقال

فرمایا۔حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے چبوترے پر آپ کا مزارِ مبارک بنا جو قابلِ دید ہے۔ اس عظیم شخصیت کی خدمت میں اپنا ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں آہستہ آہستہ آگے چلے اور مزارِ پُر انوار حضرت پیر رومی رضی اللہ عنہ کے عین سامنے کھڑے ہو کر نہایت ادب وعقیدت سے عاجزانہ سلام پیش کیا، شہزادۂ غوث الثقلین کچھ دیر مراقب رہے، اپنے جملہ احباب، مریدین اور متعلقین کیلئے گڑ گڑا کر سرّی وجہری دُعائیں کیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کی پائنتی آپ کے والدِ ماجد سلطان العلماء حضرت سلطان بہاء الدین ولد کی خدمتِ اقدس میں نذرانۂ سلام پیش کیا اور قریب ہی حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے مزارِ مبارک پر بھی ہدیۂ سلام پیش کیا اور دُعاؤں کے طالب ہوئے۔

حضرت صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ قونیہ شریف میں ایک دُکان پر چاندی کا کام کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مولانا روم شمس تبریز کی جدائی میں بےقراری کی حالت میں گھر سے نکلے، راستے میں شیخ صلاح الدین کی دُکان تھی، آپ اس وقت چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ ورق کوٹنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اُس نے حضرت مولانا پر سماع کی کیفیت پیدا کر دی اور آپ پر وجد کی حالت طاری ہوگئی۔ شیخ صلاح الدین زرکوب جو خود بھی صاحبِ حال تھے حضرت مولانا روم کی یہ حالت دیکھ کر دیر تک چاندی ضائع کرتے ہوئے ورق کوٹتے رہے اور وہیں کھڑے کھڑے اپنی دُکان لٹوا دی اور حضرت مولانا روم کے ہمراہ ہو لئے۔ شیخ صلاح الدین زرکوب اور حضرت مولانا روم آپس میں پیر بھائی بھی ہیں۔

حضرت مولانا روم کے استاد اور شیخ طریقت حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مولانا روم کے والدِ ماجد سے دو عظیم چیزیں حاصل ہوئی ہیں۔ ایک قال اور ایک حال۔ قال کی کیفیت تو میں نے حضرت مولانا روم کو منتقل کر دی ہے لیکن اپنی کیفیتِ حال شیخ صلاح الدین زرکوب کو بخش دی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت مولانا روم شیخ صلاح الدین زرکوب کا بہت زیادہ ادب واحترام کیا کرتے تھے آپ کی شان میں بےشمار غزلیات اور اشعار کہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے بہاء الدین سلطان ولد کا عقد شیخ صلاح الدین زرکوبی کی صاحبزادی فاطمہ خاتون سے ہوا تو جنت کی حوروں اور ملائکہ نے بھی اس کی خوشی منائی ،نقارے بجائے اور سماع کیا۔

ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب، حضرت مولانا روم کے سامنے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کے احوال وکرامات بیان فرمارہے تھے جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا یہاں میں اور صلاح الدین موجود ہیں، حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کا نور ہمارے ساتھ ہے، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور فرمایا۔

چون هست صلاح دین درین جمع
منصور وابا یزید باماست

(جب صلاح الدین ہمارے ساتھ موجود ہیں تو یہ سمجھو منصور حلاج اور بایزید بسطامی ہمارے ساتھ ہیں)

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب دس سال تک حضرت مولانا کی خدمت میں رہے، جب عمر پوری ہونے لگی اور صحبت کا زمانہ ختم ہونے لگا تو ان کے جسم لطیف میں علالت پیدا ہوئی شروع ہوئی اور ضعف بڑھنے لگا، حضرت مولانا روم ہمیشہ آپ کی عیادت کو جاتے اور آپ کے سرہانے بیٹھ کر کلمات غریب اور اسرار عجیب بیان فرماتے ، ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے حضرت مولانا روم سے عرض کیا کہ میں اس وقت

تک دنیا سے نہ جاؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو جائے۔ جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کو راضی کر لوں گا اور تمہاری سفارش بھی کروں گا تم فکر نہ کرو اور بالآخر حضرت شیخ کی یہ دلی خواہش بھی پوری ہوئی۔ جس کے بعد حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے کہا کہ اب آپ اجازت دیں تو میں اس دنیا سے خوشی خوشی رخصت ہو جاؤں۔ مولانا نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد تین روز تک حضرت مولانا روم عیادت کیلئے نہ گئے اور بالآخر حضرت شیخ نے یکم ماہ محرم 657 ہجری اس دارِ فانی کو الوداع کہا۔ وصال کے بعد حضرت مولانا روم تشریف لائے سر برہنہ کر کے رونے لگے بلند آواز سے گریہ وزاری کرنے لگے اسی وقت نقارے اور بگل بجانے والے بلائے گئے، شور و غوغا سے شہر میں قیامت کا منظر نظر آنے لگا قوالوں کی آٹھ جوڑیاں جنازہ کے آگے آگے سماع کرتی جاتیں۔ حضرت شیخ کے جنازہ کو حضرت مولانا کے خدام اٹھا کر چل رہے تھے، حضرت مولانا خود سماع کرتے اور چرخ لگاتے ہوئے اپنے والد ماجد کے مزار مبارک تک گئے اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن کیا۔ حضرت مولانا نے حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے وصال پر چند مرثیے اور غزلیں بھی لکھیں۔ برکت کیلئے ایک شعر درج ہے۔

اے زهـجـران در فـراقـت آسـمـان بـگـریسـتـه
دل میـان خـون نشستـه عـقـل و جـان بـگـریسـتـه

(تیری جدائی کے فراق میں آسمان رو پڑا، عقل اور روح کے ساتھ دل خون کے آنسو بہانے لگا)

شیخ صلاح الدین زرکوب کی خدمت اقدس میں دست بستہ سلام عرض کرنے کے بعد ہم سماع ہال میں داخل ہوئے۔ 1926ء تک تو اس مقام پر محافل سماع منعقد ہوتی رہیں لیکن اب اس ہال کو حضرت مولانا روم کے تبرکات اور تصانیف کی نمائش کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ شیشے کی مختلف الماریوں میں تبرکات مقدسہ بڑی ترتیب سے محفوظ کئے گئے ہیں۔

تبرکات نبویہ ﷺ

اس مقام پر محفوظ نادر تبرکات میں سب سے اہم اور نایاب تبرک مقدسہ نبی پاک ﷺ کی ریش کے موئے مبارک ہیں جو لکڑی کی ایک انتہائی خوبصورت صندوقچی میں شیشے کی ایک الماری میں موجود ہیں۔ اس

مقام پر زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ زائرین یہاں کھڑے ہوکر موئے مبارک کے وسیلہ سے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہم بھی اس مقام پر ادب سے حاضر ہوئے اور زیارت کا شرف حاصل کیا۔

تبرکات حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ

شیشے کی ایک الماری میں حضرت مولانا روم کے تبرکات محفوظ ہیں جن میں حضرت مولانا روم کا لباس مبارک، حضرت مولانا روم کی جائے نماز، کندھے پر ڈالنے والا رومال، مولانا کی تین ٹوپیاں اور دو عدد جبے سر فہرست ہیں۔ دوسری الماریوں میں حضرت شمس تبریزی کی ٹوپی مبارک، مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد کا لباس مبارک اور شیخ عارف چلپی کی دو عدد تسبیحات بھی محفوظ ہیں۔

جامع مسجد اولو Ulu Cami

یہ مسجد سلاطین عثمانیہ کی سب سے عظیم الشان مسجد ہے اور اب بھی ترکی کی عظیم مساجد میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ۲۰ گنبدوں اور ۲ طویل میناروں والی اس خوبصورت مسجد کی تعمیر سلطان بایزید یلدرم نے ۱۳۹۳ء تا ۱۴۰۰ء کے دوران کروائی۔ اس مسجد کا غیر معمولی حصہ وہ فوارہ ہے جو مسجد کے اندرونی حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ مسجد جس جگہ پر تعمیر ہوئی ہے یہ جگہ ایک یہودی عورت کی ملکیت تھی جس نے مسجد کیلیے اس جگہ کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک رات اس یہودی عورت نے خواب دیکھا کہ دنیا کے تمام لوگ جنت کی طرف بھاگ رہے ہیں اس نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن اسے اجازت نہ دی گئی۔ اس خواب کے بعد صبح ہونے پر اس یہودی عورت نے یہ جگہ مسجد کیلیے اس شرط پر عطیہ کر دی کہ اس کے اندرونی حصہ میں پانی کا ایک فوارہ تعمیر کیا جائے۔

پردہ دار ہو، اپنے دوستوں کی سختیاں، مکروہات اور ایذاء رسانیوں کو برداشت کرے۔ دوست کی کسی قسم کی غلطیوں اور نقصان سے ناراض نہ ہو، دیکھو! رب تعالیٰ اپنے بندوں کے طرح طرح کے گناہ اور عیب دیکھتا ہے مگر اپنی بے انداز شاہانہ رحمت وشفقت سے ان کو روزی اور رزق عطا کرتا ہے۔

ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی نے حضرت مولانا جلال الدین رومی کے خدام کے سامنے علی الاعلان فرمایا کہ میں یہ بات اعلانیہ کہتا ہوں کہ مولانا روم کو اولیائے متقدمین پر اور اکثر متاخرین پر فضیلت حاصل ہے۔ خدا کی قسم، جناب رسالت مآب ﷺ کے بعد جس طرح حضرت مولانا نے بیان کیا کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ فرمانے لگے کہ حضرت مولانا روم کا ایک پیسہ میرے نزدیک سو ہزار دینار سے بہتر ہے۔ خدا کی قسم، میں حضرت مولانا کی شناخت سے قاصر ہوں۔ اس میں نہ کوئی تکلف اور نہ کوئی جھوٹ ہے کہ میں حضرت مولانا روم کو پہچان نہ سکا۔ میں ہر روز ان کے حال اور افعال میں نئی چیزیں دیکھتا ہوں۔ اے دوستو! حضرت مولانا کی شناخت اچھی طرح کرو، وقت ہاتھ سے نکل گیا تو تمہیں افسوس ہوگا، ان کے ظاہری کلام کی خوبی پر ہی فریفتہ نہ رہو بلکہ اس کے علاوہ بھی ایک چیز ہے وہ ان سے حاصل کرو۔ تمام اولیاء اللہ کی ارواح کو یہ آرزو رہی ہے کہ وہ حضرت مولانا روم ؒ کے زمانہ میں ہوتیں اور ان سے فیض حاصل کرتیں۔ اب وقت ضائع نہ کرو جو کوئی اخلاص میں زیادہ ہے وہی عالم حق میں زیادہ اصل ہے۔ میں مولانا کا دوست ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ مولانا ولی اللہ ہیں جو شخص خدا کے ولی کا دوست ہے وہ خدا کا بھی دوست ہے۔

حضرت سلطان ولد روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میرے والد نے حضرت شمس تبریزی ؒ کی تعریف میں فرمایا کہ مولانا کی عظمت اور شان بیان سے باہر ہے، آپ عالی مرتبت، صاحب کرامات، قربت حق میں اکمل اور کشف القلوب میں کامل ہیں۔ حضرت مولانا روم نے اس قدر مدح بیان کی کہ سب حیران ہو گئے اور پھر یہ شعر پڑھا۔

شمس تبریزی کہ گامش بر سرِ ارواح بود
پا منہ تو سر بنہ بھر جائے گاہ دامِ اُو

(شمس تبریزی وہ ہیں کہ جن کے قدم روحوں کے سر پر ہیں،
جس جگہ ان کا قدم لگے تو وہاں پاؤں نہیں، سر رکھا کرو)

حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ کو حضرت شمس الدین تبریزی ؒ سے اس قدر الفت و محبت تھی کہ جس زمانے میں وہ شہر قونیہ چھوڑ کر چلے گئے تھے اگر کوئی جھوٹ بھی حضرت مولانا روم سے آ کر کہہ دیتا کہ میں حضرت شمس تبریز کو فلاں جگہ دیکھا ہے تو آپ فوراً اپنی عبا اور دستار اس خبر دینے والے کو دے دیتے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور لوگوں میں شکرانہ بانٹتے اور خوش ہوتے۔ ایک دن کسی شخص نے اطلاع دی کہ میں نے مولانا شمس الدین تبریزی ؒ کو دمشق میں دیکھا ہے۔ آپ نے فوراً اپنی عباء، دستار، جوتیاں، موزے غرضیکہ جو بھی لباس پہنا تھا وہ اس شخص کو دے دیا جب وہ شخص چلا گیا تو کسی صاحب نے حضرت مولانا روم سے عرض کی کہ یہ حضرت یہ شخص جھوٹ کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا جھوٹی خبر کے عوض ہی تو میں نے اپنی سب چیزیں اس کو دیں اگر وہ سچی خبر لاتا تو میں جان بھی نذر کر دیتا اور اس پر فدا ہو جاتا۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد سے مولانا شمس الدین تبریزی فرمانے لگے کہ میں تبریز میں شیخ ابوبکر کا مرید تھا۔ سب ولایتیں ان سے حاصل کیں لیکن مجھ میں ایک ایسی چیز تھی کہ نہ وہ میرے شیخ نے دیکھی اور نہ کسی اور کو نظر آئی البتہ وہ چیز مولانا روم نے دیکھ لی ہے۔

حضرت مولانا شمس الدین تبریزی ایک رات حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ کے پاس تشریف فرما تھے، کسی شخص نے باہر سے حضرت شمس تبریزی کو اشارہ کر کے بلوایا۔ شمس الدین فوراً اُٹھ کھڑے

ہوئے اور مولانا روم سے کہا کہ مجھے باہر قتل کرنے کیلئے بلاتے ہیں، حضرت مولانا نے توقف کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہے بہتر ہے کہ آپ چلے جائیں کہتے ہیں کہ سات حاسدوں نے مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے قتل پر اتفاق کیا تھا اور اس وقت باہر گھات لگائے بیٹھے تھے جونہی شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ باہر نکلے انہوں نے چھری سے وار کیا، مولانا نے ایسا نعرہ مارا کہ وہ ساتوں قاتل بے ہوش ہوکر گر گئے، جب ان کو ہوش آیا تو تھوڑا سا خون زمین پر پڑا تھا مگر جسم مبارک موجود نہ تھا۔ اس دن کے بعد سے پھر حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ یہ خبر جب حضرت مولانا روم کو ملی تو آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ** (اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے) حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ ہم تو اس معاملہ میں بالکل مجبور ہیں، وہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے قول وقرار کر چکے تھے اور اپنے سر کو شکرانہ کے طور پر میری صحبت پر تصدق کر دیا تھا۔ لامحالہ تقدیر الٰہی نزول کیلئے منصوبہ بندی کرتی ہے اور جو کچھ لکھا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد بہت شور وغوغا ہوا، مولانا روم اور آپ کے اصحاب بہت روئے، سماع شروع ہوا اور آپ پر وجد طاری ہونے لگا، جو نالائق اور ناعاقبت اندیش اس جرم میں شریک تھے تھوڑے ہی عرصے میں بعض تو قتل ہو گئے بعض افلاس کا شکار ہوئے ان میں سے دو آدمی چھت سے گر کر ہلاک ہوئے اور باقیوں کا باطن مسخ ہو گیا۔ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے علاؤ الدین جو ایک روایت کے مطابق اس قتل میں شریک تھے انہیں بھی تپ محرقہ ہو گیا اور ساتھ ہی کچھ ایسا مرض بھی لاحق ہوا کہ اسی زمانہ میں وہ بھی انتقال کر گئے۔ ان کے انتقال پر حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ باغ کو روانہ ہو گئے اور بیٹے کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔

منقول ہے کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے چالیسویں (چہلم) کے بعد حضرت مولانا روم نے دُخانی رنگ کی دستار باندھنا شروع کی اور پھر کبھی سفید دستار نہیں باندھی۔

ایک دن حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے حجرے کی چوکھٹ پر سر رکھا اور سرخ روشنائی سے یہ عبارت لکھی "**مقام معشوق خضر** علیہ السلام"

سلطان العارفین حضرت عارف چلپی بن سلطان ولد اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ خاتون سے روایت

کرتے ہیں کہ مولانا شمس الدین تبریزی کو کم بختوں نے شہید کر کے کسی نامعلوم مقام پر دفنا دیا تھا۔ ایک شب حضرت سلطان ولد نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ آپ سے فرما رہے ہیں کہ میں فلاں جگہ سو رہا ہوں۔ سلطان ولد چند آدمیوں کو لے کر رات کے وقت اس مقام پر گئے اور اس مقام سے آپ کے جسدِ اطہر کو نکال کر خوشبو وغیرہ لگا کر بانی مدرسہ امیر بدر الدین کے پہلو میں دفن کر دیا۔ یہ مقام حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ساتھ ہی مسجد شمس تبریزی ہے اور مسجد کے ایک کونے میں آپ کا مزار پُر جلال نظر آتا ہے۔

شہزادۂ غوث الثقلین کی قیادت میں جملہ احباب نے حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا مزارِ مبارک ایک چبوترے پر ہے۔ خادمِ مزار نے حضرت شہزادۂ غوث الثقلین سے کہا کہ آپ اوپر تشریف لے جا کر حاضری کا شرف حاصل کر لیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین کی وجہ سے ہمیں بھی اوپر حاضری اور قبرِ مبارک کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہوا۔

بارگاہِ حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ میں حاضری کے بعد قونیہ شریف کی مشہور مسجد شرف الدین میں نمازِ ظہر باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد دوسرے نمازیوں کے علاوہ امام صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جس کے بعد قونیہ شریف کو الوداع کہتے ہوئے انقرہ کی جانب سفر شروع ہوا۔ دورانِ راہ نمازِ عصر ادا کی۔ اپنے میزبان حضرت شیخ عمر الرفاعی کی طرف سے ایک مقام پر High Tea سے سب احباب کی تواضع ہوئی۔

نمازِ مغرب سے قبل حضرت شیخ کے زاویہ پہنچ گئے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ایک عشائیہ میں شرکت کیلئے انقرہ شہر پہنچے جہاں پر ڈپٹی مئیر کی طرف سے ایک پرتکلف عشائیے کا انتظام تھا۔ جس میں کافی احباب مدعو تھے۔ جن میں سرفہرست انقرہ کورٹس کے ایک سینئر جج جناب اسماعیل بے اور برسرِ اقتدار جماعت کے ایک سینئر رکن بھی شامل تھے۔ مختلف موضوعات پر گفتگو رہی۔ جس کے بعد پرتکلف انواع و اقسام کے کھانوں سے تواضع ہوئی۔ اس عشائیہ کا اختتام ذکرِ سبحانہ وتعالیٰ پر ہوا۔

انقرہ سے انقرہ تک ہمارے میزبان محترمی جناب شیخ عمر الرفاعی مدظلہ العالی تھے۔ آپ نے اور آپ

کے جملہ درویشوں نے ہماری خدمت کی انتہا کر دی جس کا شہزادۂ غوث الثقلین نے مختلف مواقعوں پر اظہار بھی فرمایا۔ شیخ عمر الرفاعی صاحب نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ملک ایران روانہ ہونا تھا، اس لئے وہ اپنے قیمتی تحائف کے ہمراہ شہزادۂ غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب کو تحائف پیش کئے اور دُعاؤں کے ساتھ سفر کی اجازت طلب فرمائی۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے اُنہیں ڈھیروں دُعاؤں سے نوازتے ہوئے الوداع فرمایا۔

خانقاہِ رفاعیہ کے خدام نے رات کا پرتکلف کھانا کھلایا اور ہم نے اپنی اگلی منزل کی تیاری کی۔ خانقاہِ رفاعیہ کے جملہ دریشوں نے صدر دروازے پر اُسی جوش و جذبے سے ہمیں الوداع کیا جس طرح چند روز قبل ہماری آمد پر پُر جوش طریقے سے استقبال کیا تھا۔ فرق یہ نظر آیا کہ اُس وقت یہ تمام احباب شہزادۂ غوث الثقلین کی آمد پر انتہائی خوش تھے لیکن اب اُن کی روانگی کی وجہ سے افسردہ تھے۔ کیونکہ الوداعیہ لمحات بہت مشکل ہوتے ہیں۔ شہزادۂ غوث الثقلین نے الوداعی دُعا فرمائی اور ہم احباب کے جھرمٹ میں انقرہ ایئرپورٹ روانہ ہوئے۔ ضروری کارروائی کے بعد ڈیپارچر لاؤنج پہنچے، جہاز میں سوار ہو کر مقررہ وقت پر استنبول ایئرپورٹ پہنچ گئے اور ایئرپورٹ سے گاڑیوں میں سوار ہو کر اپنی رہائش گاہ پہنچے۔

استنبول کی معروف قادری خانقاہوں میں ایک خانقاہ شیخ روحی القادری مدظلہ العالی کی ہے جنہوں نے شہزادۂ غوث الثقلین کے اعزاز میں شب اتوار ایک محفلِ ذکر و وجد کا اہتمام کیا تھا۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد خانقاہِ قادریہ پہنچے۔ صدر دروازے پر جناب شیخ روحی القادری اور اُن کے جملہ خدام نے شہزادۂ غوث الثقلین کا بھرپور استقبال کیا۔ مہمانانِ گرامی میں سلسلۂ قادریہ کے شیوخ اور رسائل نور کے مصنف، درویش، مجاہد فی سبیل اللہ جناب بدیع الزمان سعید النورسی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بزرگ شاگرد جناب شیخ حسن صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ ملاقات کے بعد رات کا پرتکلف کھانا پیش ہوا۔ جس کے بعد محفلِ ذکر کا آغاز ہوا۔ شیخ روحی القادری صاحب نے ذکرِ قادریہ کروایا اور دف کے ساتھ منقبتیں پڑھنے اور وجد و حال کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ محفل کے اختتام پر شہزادۂ غوث الثقلین نے دُعا فرمائی۔

آستانۂ خلافتِ عثمانیہ میں آخری روز استنبول کی ایک مسجد Arpa Cilar میں شیخ محمد الگیلانی جو

سلطان محمد الفاتح کی فوج کے سپہ سالار تھے، اور شیخ علی الگیلانی کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ ان دو گیلانی شہزادوں کی بارگاہ میں حاضری کے بعد علاقہ (Bahcekapi) میں عثمانی سلطان عبدالحمید اوّل جنہیں "ولی" کا لقب دیا گیا تھا، کے مقبرے میں حاضری دی اور فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی مقبرہ کی ایک دیوار میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا نقشِ پا، موجود ہے اور اس سفرِ مقدس کا اختتام آستانۂ خلافتِ عثمانیہ میں آپ ﷺ کے اس نقشِ پاء کی زیارت کے شرف سے ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ان تمام حاضریوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

بروز سوموار شریف گاڑیوں میں سوار ہو کر استنبول ایئرپورٹ پہنچے اور جہاز مقررہ وقت پر استنبول کی پُر کیف و خنک فضاؤں میں پرواز کرتا ہوا خیر و عافیت سے اسلام آباد ایئرپورٹ پہنچ گیا، جہاں پر محترمی جناب حاجی حمید اللہ صاحب، نور المشائخ جناب میاں شوکت قادری صاحب، حاجی محمد نواز عادل صاحب، جناب ساجد حسین خان قادری صاحب کے علاوہ دوسرے کئی احباب ایئرپورٹ پر ہاتھوں میں گلدستے سجائے موجود تھے، جنہوں نے زیاراتِ ترکی کے مقدس سفر سے واپسی پر شہزادۂ غوث الثقلین کا والہانہ استقبال کیا۔ راولپنڈی اور اسلام آباد میں ایک مصروف ترین دن گزارنے کے بعد شہزادۂ غوث الثقلین سدرہ شریف روانہ ہوئے جہاں سے اس سفرِ مقدس کی ابتداء ہوئی تھی۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے موجودہ (تینتیسویں) سجادہ نشین مقام چلپی حضرت فاروق ہمدم چلپی دربارِ سدرہ شریف سے جاری ہونے والے رسالے "فیضانِ سدرہ" کا مطالعہ فرما رہے ہیں

قونیه شریف (تُرکی)

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں پہلی بار حاضری پر

نذرانۂ عقیدت

رفتہ ام من سُوي خاکِ قُونیہ — دیدہ ام من رُوحِ پاکِ قُونیہ
دِل سپُردم در طریقِ مولوی — مثنوی را گشتہ شاہ مولوی
گوھرِ پاکِ خدا جُوی دلم — از نوای مولوی حل شُد مُشکلم
ھمرہ و ھمدل ھمیشہ روز و شب — مثنویِ مولوی را در طلب
جلوۂ رُوحِ خُدا از مثنوی — گوھرِ پاکِ وفا از مثنوی

"افتخارِ قادری" باشد فقیر
گلشنِ پاکِ محبت را امیر

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی قونیوی — نومبر 1995ء

قونیہ شریف (تُرکی)

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومیؒ کی بارگاہ اقدس میں چوتھی بار حاضری پر

نذرانۂ عشق و محبت

آمدم از ملکِ پاکستان زمین — تا ببینم من جلال الدین یقین

عاشقم بر مولوی پاک و شریف — او بود از بهرِ من پیرِ حنیف

روز و شب نامش بود وردِ زبان — پیروا و جملگی پیر و جوان

مولویِ معنوی در جانِ من — مثنویِ مولوی پیمانِ من

هر کجا خوانم همیشه مثنوی — من روم راه و طریقِ معنوی

کعبۃ العشاق پاکستان منم — جلوۂ مهر و بهارستان منم

من نوشتم نام نیکِ مولوی — در دل و در جان و جسمِ معنوی

قونیه باشد نشانِ شوقِ من — زمزمه از آن بود در ذوقِ من

قونیه شد مرکزِ من نامه ها — می درانم من هماره جامه ها

در سماعِ قونیه هشتم شریک — نعرۂ نصر من اللّٰه و لبیک

شهر پنڈی جلوۂ باغ و بهار — خانه ام بغدادی هاؤس نو بهار

دوستان پیوستۂ راه منند — همچو یوسف جمله درچاه منند

او بود همراه من در این طریق — آینۂ باشد دلش روشن رفیق

"میرا دل" باشد مدینه جانِ من — گلبن "نور علی نور" آنِ من

این بود درگاه پاکِ مولوی — شاد می خوانم هماره مثنوی

از محبت مثنوی عالی بود — روشنی اندر دل و قالی بود

عالی و قالی دو یارِ یک زبان — هر کجا مستانه جویند نرد بان

"نرد بانِ آسمان است این کلام — هر که بر خواند رود از آن به بام"

افتخار احمد که باشد قادری — حافظِ قرآن و عشقِ قادری

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی قونیوی — نومبر 2012ء

زیارات انقرہ

شہرِ انقرہ کی سب سے مشہور و معروف زیارت درگاہ حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کا اسم گرامی نعمان، والد کا نام احمد اور دادا کا نام محمود ہے، لیکن آپ حاجی بہرام ولی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت 1352ء انقرہ کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ آپ کے اپنے روحانی مرشد حضرت شیخ حمید ولی المعروف بہ سمنچو بابا سے پہلی ملاقات ترکی کے شہر قیصری میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہوئی۔ عید کے تہوار کو ترکی میں "بیرم" کہتے ہیں۔ اس لئے آپ بہرام مشہور ہوئے۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے اپنے مرشد گرامی کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔ 1412ء میں آپ کے مرشد نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور اپنا روحانی وارث مقرر کرنے کے بعد اسی سال اس دنیا فانی کو خیر آباد کہہ دیا۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے اپنے مرشد کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس مقام پر اس وقت حاجی بہرام ولی کا مزار مبارک اور مسجد ہے عین اسی مقام پر آپ نے اپنی خانقاہ تعمیر کروائی تھی۔ جہاں پر لوگ قیام کرتے اور آپ سے تصوف کی تعلیم حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ ایک کثیر تعداد آپ کے اردگرد جمع ہوگئی اور آپ نے فیض کے دریا بہانے شروع کر دیئے۔ یہ منظر دیکھ کر حاسدین نہ رہ سکے اور انہوں نے سلطانِ وقت سلطان مُراد دوم کو دارالحکومت عثمانیہ (ادرنہ) میں اطلاع کی کہ ایک آدمی جس کو حاجی بہرام کہا جاتا ہے اس نے انقرہ میں لوگوں کو اپنے اردگرد اکٹھا کیا ہوا ہے، جو آپ کی حکومت کے خلاف باتیں کرتا ہے، ہمیں ڈر ہے کہ وہ کہیں آپ کے خلاف باغیانہ کارروائی نہ شروع کر دے۔

سلطانِ وقت کو جب یہ خبر ملی تو اس نے فوراً آپ کو ادرنہ طلب کیا۔ حاجی بہرام ولی اپنے شاگرد و مرید آق شمس الدین کے ہمراہ ادرنہ روانہ ہوئے۔ جب آپ سلطان سے ملے تو اسے یقین ہوگیا کہ اُس نے جو کچھ آپ کے بارے میں سنا ہے وہ سب جھوٹ اور غلط ہے۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم بزرگ ہیں۔ سلطان نے نہایت ادب واحترام سے آپ کو اپنے محل میں رکھا اور آپ کی خدمت گزاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ جب حاجی بہرام ولی نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو سلطان نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ کچھ دن اور میرے پاس قیام فرمائیں تاکہ میں آپ سے برکتیں حاصل کروں۔ دورانِ قیام حضرت حاجی بہرام ولی اور سلطانِ وقت کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا، جس کا مرکز ومحور صرف فتح قسطنطنیہ

سرزمینِ ایران میں

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ پر

منعقدہ عالمی کانفرنس

میں شرکت کے بعد

افتخار احمد حافظ قادری قونیوی
کے قلم سے نکلی
ایک رُوح پرور تحریر

سرزمین ایران میں ذکرِ پیرِ رومی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا **فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ** (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲)
"تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کروں گا"۔

اس سے بڑھ کر بندہ کی اور کیا عزت افزائی ہوسکتی ہے کہ اُس کا خالق و مالک اُس کو یاد کر کے سرفراز فرمائے۔ ایک حدیث قدسی میں جس کو امام بخاری نے **"كِتَابُ التَّوْحِيد"** میں نقل فرمایا ہے، ارشادِ خداوندی ہے۔

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ وَ أَنَا مَعَهٗ إِذَا ذَكَرَنِيْ، فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ

"میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ہمراہ ہوتا ہوں۔ وہ اگر مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے مجمع عام میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں۔"

مناقب العارفین میں شیخ محمود عرب سے روایت ہے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ طویل راتوں میں اپنے سر مبارک کو مدرسہ کی دیوار پر رکھ کر اس قدر زور سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے ہے کہ زمین و آسمان "اللہ، اللہ" کی صدا سے گونج اُٹھتے تھے۔ آپ نے ساری زندگی **سراً و جهراً** اپنے خالق و مالک کو اس قدر یاد فرمایا کہ اب اس آیہ مذکورہ کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ سارے عالم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اجاگر کروا رہا ہے بلکہ آپ کی ولادت کو آٹھ سو سال گزرنے کے باوجود اس ذکر میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ عالمی ادارہ یونیسکو نے سال ۲۰۰۷ء کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ سو سالہ جشن ولادت کی تقریبات کا سال قرار دیا تھا چنانچہ نہ صرف عالم اسلام میں بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں کانفرنسز، سیمینارز، مثنوی خوانی اور رقص رومی کی تقاریب منعقد ہوئیں۔ کچھ ہی دنوں قبل ہم بارگاہِ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ میں موجود تھے تو دیکھا کہ برطانیہ کے شہزادہ چارلس بھی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں دنیا بھر سے لوگ حضرت

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

سرزمین اسلامی جمہوریہ ایران میں اکثر حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ جاری رہتا ہے۔ ۸۰۰ سالہ جشنِ ولادتِ حضرت مولانا کی تقریبات میں بھی ایران پیش پیش رہا۔ سال ۲۰۰۶ء میں کئی کانفرنسز اور سیمینارز منعقد ہوئے۔ سال ۲۰۰۷ء میں ایران کے مختلف شہروں میں بے شمار تقاریب منعقد ہوئیں۔ ان میں ایک عظیم بین الاقوامی کانگریس سرفہرست ہے جس کا مختصر تذکرہ مقصود ہے۔

سازمانِ فرہنگ وارتباطاتِ اسلامی کے زیرِ انتظام جشن ولادتِ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں پانچ روزہ بین الاقوامی کانگریس (۲۸ اکتوبر ۲۰۰۷ء تا یکم نومبر ۲۰۰۷ء) منعقد ہوئی جو ۲ روز تہران اور ۳ روز تبریز میں جاری رہنے کے بعد شہر خوی میں حضرت شمس الدین تبریزی کی آرام گاہ کی زیارت پر اختتام پذیر ہوئی۔ اس عظیم عالمی کانگریس میں ۳۰ ممالک کے تقریباً ۱۸۰ اسکالرز کے علاوہ کثیر تعداد میں ایرانی اسکالرز نے بھی شرکت فرمائی۔ پاکستان سے بھی ۱۲ اسکالرز نے جن میں ۳ خواتین بھی شامل تھیں، حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی اس عالمی کانگریس میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ کراچی سے ایک، لاہور سے دس اور راولپنڈی واسلام آباد سے شرکت کا قرعہ اس بندۂ ناچیز کے نام نکلا۔ پاکستانی اسکالرز کا یہ قافلۂ عشق ومحبت بروز ہفتہ ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۷ء لاہور کے بین الاقوامی ایئرپورٹ سے ماہان ایئر لائن کے ذریعے ساڑھے گیارہ بجے دن تہران کے جدید انٹرنیشنل امام خمینی ایئرپورٹ کیلئے روانہ ہوا اور تہران کے مقامی وقت کے مطابق ڈیڑھ بجے دن بخیر وعافیت وہاں پہنچ گیا۔ ایئرپورٹ پر ضروری کارروائی سے فراغت کے بعد ہال سے باہر آئے تو سازمانِ فرہنگ کے نمائندے وفد کو خوش آمدید کہنے کیلئے میڈیا کے نمائندہ کے ہمراہ موجود تھے۔ تمام افراد کو ایک کوچ کے ذریعے خیابان ڈاکٹر حسین فاطمی پر واقع انٹرنیشنل ہوٹل "لالہ" پہنچایا گیا جہاں ہر دو افراد کو ایک کمرہ دیا گیا، بندہ کو کراچی کے ڈاکٹر عفان سلجوق کے ہمراہ ٹھہرنے کا شرف حاصل ہوا۔ کمروں کی طرف روانہ ہونے سے قبل پاکستانی وفد کو مطلع کیا گیا کہ رئیس سازمانِ فرہنگ کی طرف سے رات آٹھ بجے غیر ملکی وفود کے اعزاز میں عشائیہ دیا جائے گا لہٰذا آپ لوگ تیار ہو کر ساڑھے سات بجے شام نیچے پہنچ جائیں۔ چنانچہ وقت مقررہ پر غیر ملکی وفود کوچز میں سوار ہو کر سازمانِ فرہنگ ملی پہنچے جس کے ایک ہال میں مولانا کانگریس کے

حوالے سے ایک مختصر سا تعارفی پروگرام ہوا جس کے بعد رئیس سازمان فرہنگ کی طرف سے دیے گئے عشائیہ میں وفود کی ایرانی کھانوں اور پھلوں سے بھرپور تواضع کی گئی۔

تہران میں دو روزہ بین الاقوامی کانگریس کا افتتاحی اجلاس بروز اتوار ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر محترم جناب ڈاکٹر محمود احمدی نژاد کی زیر صدارت تہران کے بین الاقوامی کانفرنس ہال میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی ابتدا تلاوت کلام پاک سے ہوئی جس کے بعد استاد حسن ناہید نے اپنی بانسری نوازی کے ذریعے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی "نے" کی یاد تازہ کرا دی۔ کانگریس کے منتظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر غلام رضا اعوانی نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا جس کے بعد سپیکر اسمبلی ڈاکٹر حداد عادل نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات پر اشعار کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ تالیوں کی گونج میں صدر اسلامی جمہوریہ ایران کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ اپنے مفصل و مفید خطاب میں جناب ڈاکٹر محمود احمدی نژاد نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عالمگیر شخصیت قرار دیتے ہوئے ان کے فلسفۂ عشق و محبت پر اپنے خیالات کا بھرپور انداز میں اظہار فرما کر سامعین سے داد وصول کی۔ صدارتی خطاب کے بعد ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے مندوبین نے اپنے تحقیقی مقالات پیش کیے۔ اس کے بعد استاد جلال ذوالفنون نے ستار پر مثنوی کے ابتدائی چند اشعار کا ساز ینہ پیش کیا۔ وقفۂ نماز اور ظہرانے کے بعد دو اور سیشنز پانچ مختلف کانفرنس ہالوں میں منعقد ہوئے جن میں غیر ملکی اور ایرانی مندوبین نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پر اپنے مقالے پیش کیے۔ اسی دوران ہال نمبر ۳ اور ہال نمبر ۴ میں ۶ پاکستانی اسکالرز (محترمہ جسٹس ڈاکٹر ناصرہ اقبال، سیدہ فلیحہ زہرا کاظمی، جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال، ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ، ڈاکٹر محمد ناصر، ڈاکٹر محمد سلیم مظہر) نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ اور ان کے افکار و تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ یہ تمام سیشنز ۷ بجے ختم ہوئے اور ساڑھے سات بجے وفود کو کوچز میں بٹھا کر تہران کے تالار وحدت لے جایا گیا جہاں پہلے مشروبات اور چائے سے ابتدائی تواضع کی گئی پھر ایک ہال میں ایرانی موسیقی کا پروگرام ہوا جس میں مثنوی کے اشعار سازوں اور بانسری کے ساتھ پیش کیے گئے۔ تقریب کے اختتام پر ایک ہال میں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ اگلے دن پھر انہی کانفرنس ہالوں میں نشستیں شروع ہوئیں جو شام ۷ بجے تک جاری رہیں۔ خواتین و حضرات اسکالرز نے

کوشش کی کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار کے نت نئے گوشوں پر مفید و مفصل گفتگو کر کے بعض نتائج اخذ کیے جائیں۔ اس دوران نماز، چائے اور کھانے کیلئے بھی وقفے ہوتے رہے اور مختلف ٹی وی چینلز والوں نے غیر ملکی مندوبین و ایرانی اسکالرز کے انٹرویوز بھی ریکارڈ کیے جو بعد میں جرائد و رسائل میں شائع اور ٹی وی پر نشر ہوئے اور یوں ایران کی فضاؤں میں حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوتا رہا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مقام اور بلند مرتبے کا اس بات سے بھی اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے کہ کعبہ شریف کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف ایک بار ''اپنا گھر'' کہا ہے جب کہ مجھے ۷۰ بار اپنا بندہ کہہ چکا ہے۔

کعبہ را یک بار "بیتی" گفت یار
گفت "یا عبدی" مرا ھفتاد بار

بروز سوموار ۲۹ اکتوبر، ۲۰۰۷ء رات ۸ بجے مندوبین کانگریس کو مجلس شورائے اسلامی ایران لے جایا گیا جہاں جناب سپیکر کی طرف سے عشائیہ کا انتظام تھا۔ ۹ بجے مجلس پہنچے جہاں سپیکر جناب ڈاکٹر حداد عادل نے تمام مہمانوں کا استقبال کیا۔ ابتدائی ضیافت کے بعد ایک ہال کی جانب روانہ ہوئے جہاں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اجاگر کرنے کیلئے ایک اور مختصر محفل سجائی گئی تھی۔ ایک ایرانی قاری نے اپنی مخصوص دلکش آواز میں سورۃ العلق کی چند آیات بینات کی تلاوت سے حاضرین کے دلوں میں رقت پیدا کر دی۔ خطبۂ استقبالیہ میں ایک باریک نکتہ کی طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ قرآن پاک کی پہلی سورۃ العلق کی ابتداء اقراء (پڑھ) سے ہوتی ہے اور حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کی ابتداء بشنو (سُن) سے ہوتی ہے۔ جس میں باقاعدہ ایک ربط پایا جاتا ہے اس پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد ''نَے نواز'' نے اپنی سریلی و پرکیف آواز سے سامعین کے دلوں میں ایک روحانی کیفیت پیدا کر دی۔

جناب سپیکر نے اپنے مخصوص انداز میں اشعار کے ہمراہ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کو اجاگر کیا۔ پھر جناب ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ صاحب (پاکستان) کو دعوت دی گئی کہ وہ اپنا تازہ کلام پیش کریں۔ شاہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تازہ ترین فارسی منظوم کلام پیش کیا اور حاضرین سے داد وصول کی جس کے بعد

عشائیہ کیلئے مہمانوں کو ہال میں لے جایا گیا جہاں پر مخصوص ایرانی کھانوں سے تواضع کر کے ایرانیوں نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ عشائیہ کے بعد جناب اسپیکر نے سب مہمانوں سے فرداً فرداً ہاتھ ملایا اور شکریے اور دُعاؤں کے ساتھ الوداع کہا۔

شہر تبریز شہر دلبراں

بروز منگل ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۷ء حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ کے شہرِ عشق کی جانب روانگی کا پروگرام تھا جہاں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت شمس تبریزی رضی اللہ عنہ کی یاد میں جشنِ شمس تبریزی کی تقریبات کا خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔ **مناقب العارفین** میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ شمس تبریزی تو وہ ہیں کہ جن کے قدم روحوں کے سر پر ہیں جس جگہ ان کا قدم پڑے وہاں قدم نہیں سر رکھا کرو۔

شمس تبریزی کہ گامش بر سرِ ارواح بود

پا منہ تو سر بنہ بر جایگاہ گامِ او

کانفرنس کے مندوبین کو مہر آباد ایئرپورٹ پر لایا گیا جہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز شہرِ تبریز کی جانب روانگی ہوئی۔ ایک گھنٹہ کی فلائٹ کے بعد ایئرپورٹ سے باہر نکلے تو استقبالیہ ممبران خوش آمدید کہنے کیلئے موجود تھے۔ مہمانوں کو تبریز کے جدید اور خوبصورت ہوٹل شہریار میں لے جایا گیا۔ تبریز کا ماحول تہران کے ماحول سے بالکل مختلف اور نہایت ہی پرسکون تھا۔ ہوٹل میں داخل ہوتے ہی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ پھر دوپہر کے کھانے کے بعد ہر مہمان کو الگ الگ کمرے میں ٹھہرایا گیا۔ مذکورہ ہوٹل ہی کے ایک خوبصورت ہال میں تقریبات کا افتتاحی اجلاس گورنر تبریز جناب آقای محمد معمار زادہ کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ قومی ترانے اور تلاوت کلام پاک کے بعد جناب گورنر نے مہمانوں کو حضرت شمس تبریزی کے شہر میں خوش آمدید کہا اور حضرت مولانا اور حضرت شمس تبریزی کے بارے میں نہایت پر مغز گفتگو فرمائی۔ جناب آقای علی اصغر شعر دوست نے اپنی پُرکیف اور گرجدار آواز میں ذکر مولانا اور ذکر شمس تبریزی سے حاضرین کے دلوں کو گرمایا اور اپنے مخصوص انداز میں دیوان شمس سے اشعار پیش کئے۔ گفتگو کی مناسبت سے شہرِ تبریز کے عظیم شاعر جناب استاد شہریار کے

بھی کئی اشعار پڑھے گئے۔ افتتاحی اجلاس انتہائی پر کیف اور روحانیت سے لبریز تھا اور حاضرین میں سے کئی اشخاص کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ یہ نزول رحمت کی نشانی ہوتی ہے۔ یہ کیف و سرور کیوں نہ ہوتا، دو کامل بزرگوں کا ذکرِ خیر ہو رہا تھا۔ یقیناً نیک اور بزرگ لوگوں کے ذکر سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔(**تنزل الرحمة عن ذكر الصالحين**)

وقفہ کے بعد اسی اجلاس میں دوسرے مقررین کے علاوہ جناب جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کا بھی خطاب تھا۔ افتتاحی اجلاس کا اختتام ایرانی موسیقی اور عشائیہ پر ہوا۔ دوسرے دن بروز بدھ ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۷ء دانش گاہ آزاد اسلامی میں مقالوں کے دو سیشن ہوئے۔ ہال نمبر ا میں مختصراً افتتاحی تقریب کے بعد حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں مقالوں کی ابتداء ہوئی۔ اسی طرح ہال نمبر ۲ میں بھی ساڑھے نو بجے مقالہ جات کی ابتدا ہوئی۔ اس سیشن میں دوسرے غیر ملکی اسکالر حضرات کے علاوہ پاکستانی اسکالرز جناب ڈاکٹر محمد سلیم اختر، جناب خرم علی شفیق اور جناب طاہر حمید تنولی نے بھی اپنے مقالے پیش کیے۔ ان کے بعد اس بندۂ ناچیز نے اپنا مقالہ بعنوان ''حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، قافلہ سالارِ عشق ومحبت'' پیش کیا۔ مقالہ جات کا اختتام جناب ڈاکٹر عفان سلجوق کے مقالے اور ذکر اللہ اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اس کے بعد تمام مندوبین مرکزی ہال میں جمع ہوئے۔ پانچ دنوں کی مذکورہ کانگریس کی کاروائی پر مختصر روشنی ڈالی گئی اور پھر جناب ڈاکٹر اکرم شاہ صاحب نے شہر تبریز پر اپنے تازہ اشعار سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ گورنر تبریز کی طرف سے یادگاری انعامات تقسیم کئے گئے اور تقریب کا اختتام آذری زبان میں موسیقی کے پروگرام سے ہوا۔

اگلے دن بروز ہفتہ یکم نومبر ۲۰۰۷ء تبریز سے شہر خوی روانہ ہوئے جہاں جشنِ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریبات جاری تھیں۔ غیر ملکی وفود ابتدائی افتتاحی تقریب میں شامل ہوئے جس کے بعد حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی آرام گاہ کی زیارت کے ساتھ ہی کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔ غیر ملکی مہمانوں کیلئے ایک مقامی ریسٹ ہاؤس میں دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا جس کے بعد تبریز شہر کو واپسی ہوئی۔ اگلے دن مندوبین کو کندوان پہاڑی لے جایا گیا جہاں کئی سو سالہ غار نما گھر بنے ہوئے ہیں اور اب یہ مقام تفریحی مقامات کے زمرے میں آتا ہے۔ لوگ دور دور سے ان پہاڑی غاروں کو دیکھنے کیلئے آتے ہیں۔ ان

مکانات میں اب بھی لوگ نہایت سادہ طریقے سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم ان گھروں کو دیکھنے کیلئے پہاڑی پر چڑھے لیکن اکثر گھر بند تھے۔ شام کا وقت ہو چکا تھا اور اوپر شدید سرد ہوا چل رہی تھی چنانچہ زیادہ دیر ٹھہرنا مشکل تھا۔ دوسرے دن ہم تبریز سے تہران اور بروز اتوار ۴ نومبر ۲۰۰۷ء تہران سے لاہور واپس لوٹے۔ بحمد اللہ یہ کاروانِ عشق و محبت جو شہر لاہور سے روانہ ہوا تھا بخیر و عافیت واپس پہنچ گیا اور سب نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ رنج و غم اور پریشانیوں سے بچا رہے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اوراد و وظائف میں مشغول رکھ اور اگر ان چیزوں کو ترک کر دے گا تو پھر پریشانیوں سے نہیں بچ سکتا۔

چون تو وردی ترک کردی در روش
بر تو قبضی آید از رنج و تپش

دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ اور جملہ اولیائے کرام کے فیوضات و برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆☆

(نوٹ: یہ تحریر پہلی بار ثقافتی قونصلیٹ، سفارتخانہ اسلامی جمہوریہ ایران کے سہ ماہی مجلّہ "پیغام آشنا" اسلام آباد کے شمارہ نمبر ۳۲ (جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء) میں شائع ہوئی اور اب اس کتاب مبارک کی زینت بن رہی ہے۔

سرگودھا یونیورسٹی میں منعقدہ انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں افتخار احمد حافظ قادری اپنا مقالہ پیش کر رہے ہیں

رومی کانفرنس کے اختتام پر سرگودھا یونیورسٹی کی طرف سے افتخار احمد قادری یادگاری شیلڈ وصول کر رہے ہیں

The holy shrine of Mevlana Rumi came in the shape of a museum. After the fall of Ottoman empire in 1926, this great place was converted into a museum and introduced as Konya Museum of historical works. In 1954, the name was changed to Mevlana Museum. It is spread over an area of 18,000 square meters, which comprises of shrine of Hazrat Mevlana, mosque, rooms for dervishes, library, sacred rooms of Mevlana, harmony hall, lawns, garden and offices. Mevlana Museum remains open for the visitors daily from 9 am to 6 pm without a break. One notices at the main entrance of museum on top of the door the words "**Ya Hazret Mevlana**" and beneath that the following verses of Hazrat Mevlana Abdul Rehman Jami call for thought provoking attention:

کعبۃ العشاق باشد این مقام

ہر کہ ناقص آمد این جا شد تمام

There is a room on left side immediately after entering the shrine and before resting place of Hazret Mevlana Rumi, which is called Recitation Chamber. Prior to 1926, there used to be recitation of HOLY QURAN but after conversion to museum, this place has been dedicated to exhibit pieces of calligraphy. After passing through the silver gate of this room, there is a beautiful long hall of the shrine of Hazret Mevlana Rumi. There are three domes over this hall and on a raised platform, Hazret Mevlana and his son Hazret Sultan Valed are resting beneath a green dome. On this platform are located fifty-five graves comprising of family members of Hazret Mevlana, his mothers, successors, deputies and great personalities related to Maulvi order.

The dazzling shrine of Hazret Mevlana Jalaluddin Rumi exhibits a unique model of architecture. The classical grace and splendid brilliance creates surroundings enriched with blessings. Why it should not be there as Allah on a number of times had sprinkled the lustre on him. Hazrat Mevlana Rumi had stated that Allah only once said that Kaaba is mine whereas he said seventy times that you are mine:-

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار

گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

The shrine of Hazret Hesam-ud-Din Chelabi is also on the holy platform. Mevlana Rumi on the death of Sheikh Salahuddin Zarkoub chose his beloved personality as his companion and confident associate and upon his request, Mevlana commenced revelation of Masnavi. There are six parts of sacred Masnavi, of which five starts with opening remarks on Hesam-Uddin Chelabi. Fifth part of Masnavi starts with the following beautiful verses:

شہ حسام الدین کہ نور انجم است

طالب آغاز سفر پنجم است

Holy Shrine

of

Hazret Mevlana Mohammad Jalaluddin Rumi (R.A)

Written & Presented by :

Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri

in

International Rumi Conference

held in University of Sargodha in March, 2008

تہران میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں افتخار احمد حافظ قادری شریک ہیں

افتخار احمد قادری دورانِ کانفرنس غیر ملکی اسکالرز کے ہمراہ

کعبۃ را یک بار بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرا هفتاد بار

The shrine of Hazret Hassam Uddin Chelabi is also on this holy platform. Mevlana Rumi on the death of Sheikh Salahuddin Zarkoub elevated this beloved personality as his companion and confident associate and upon his request Mevlana commenced revelation of Masnavi. There are six parts of sacred Masnavi, of which five start with opening remarks on Hassam-Uddin Chelabi. Fifth part of Masnavi starts with following beautiful versus

شه حسام الدین که نور انجم است
طالب آغاز سفر پنجم است

Hazret Mevlana in his life nominated Hassam Uddin Chelabi as his successor and khaliph. He served as spiritual superior of the shrine for eleven years. Holy graves of father of Hazret Mevlana and of Sheikh Salahuddin Zarkoub are also on this sacred platform. The brief review of Sheikh Salahuddin Zarkoub is that he is spiritual brother of Hazret Mevlana Rumi. Hazret Syed Bahauddin Muhaqqaq Tirmizi, first teacher and spiritual guide of Mevlana Rumi, narrates that he gained two great things from the father of Mevlana Rumi and those were knowledge and spiritual ecstasy. He has transferred knowledge to Mevlana Rumi but has transferred spiritual ecstasy to Salahuddin Zarkoub, therefore, Mevlana Rumi always glorified Salahuddin Zarkoub. Mevlana Rumi narrated a number of versus in the honour of Sheikh Salahuddin Zarkoub. For spiritual blessings a verse is narrated here On his death tears dropped from skies, and heart was bleeding with soul and thoughts.

I would like to close this article with the testament of Mevlana Rumi which he had relayed during last moments in this world and with the adoption of that we can revolutionize our lives.

اوصیکم بتقوی اللّٰه فی السر و العلانیة وبقلة الطعام و قلة الکلام
وهجرة المعاصی والاثام و مواظبة الصیام و دوام القیام و ترک
الشهوات علی الدوام و احتمال الجفاء من جمیع الانام وترک مجالسة
السفهاء والعوام ومصاحبة الصالحین الکرام فان خیر الناس من ینفع
الناس وخیر الکلام ماقل و دل والحمد للّٰه وحده و السلام علی واحده

NOTE: "This article has been presented by **Iftakhar Ahmed Hafiz Qadir** in International Conference on **RUMI** being held in **Tehran (Iran)** on 28th October, 2007 to 29th October 2007".

never be fully destroyed. With the blessings of Allah Almighty I have been privileged to pay visit in 1995 and 2004 to the shrine of Mevlana Rumi. Three Persian versus are expressed here in this connection;

رفته ام من سوی خاکِ قونیه　　　دیده ام من رُوحِ پاکِ قونیه

دل سُپردم در طریقِ مولوی　　　مثنوی راگشتهٔ شاهِ مولوی

"افتخار قادری" باشد فقیر　　　گُلشنِ پاکِ محبت را امیر

The holy shrine of Mevlana Rumi exists in the shape of a museum. After ottoman empire in1926 this great place was converted into a museum and introduced as Konya museum of historical works. In 1954 the name was changed to Mevlana museum. It is spread over an area of 18,000 square meters which comprises of shrine of Hazret Mevlana, mosque, rooms for dervishy's, library, sacred items of Mevlana, harmony hall, lawns, garden and offices. Mevlana museum opens daily between 9 am through 6 pm without a break. One notices at the main entrance of museum on top of the door words Ya Hazret Mevlana and beneath that following verses of Hazret Mevlana Abdul Rehman Jami call for thought provoking attention;

کعبۃُ العشاق باشد این مقام

هر کہ ناقص آمد این جا شُد تمام

There is a room on left immediately after entering the shrine and before resting place of Hazret Mevlana Rumi which is called recitation chamber. Prior to 1926 from there used to be recitation of HOLY QURAN but after conversion to museum this place has been dedicated to exhibit pieces of calligraphy. After passing through the silver gate of this room is a beautiful long hall of the shrine of Hazret Mevlana Rumi. There are three domes over this hall and on a raised platform Hazret Mevlana and his son Hazret Sultan Valed are resting beneath a green dome. On this platform are 60 holy graves comprising of family members of Hazret Mevlana, relatives, successors, deputies and great personalities related to Maulvi order.

The dazzling shrine of Hazret Mevlana Jalaluddin Rumi exhibits unique architect. The physical grace and splendid brilliance creates surrounding enriched with blessings. Why It should not be there as Allah on a number of times had sparked the luster on him. Hazret Mevlana Rumi had stated that Allah only once said that Kaaba is mine whereas he said seventy times that you are mine.

سلسلۂ علامیہ کے ایک بزرگ علی گجی الدین علامی (عمر ۱۰۳ سال) سے ملاقات کا منظر

شیخ عمر ارقاص کی جانب سے انقرہ کے ایک ہوٹل میں ظہرانے پر لی گئی اجتماعی تصویر

خانقاہ حضرت بکتاش ولی کا بیرونی منظر

SETTLEMENT IN KONYA SHARIF

On the request of Saljuki emperor Allauddin Keykubad who was very religious and lover of spiritualism this blessed and small family arrived in Konya Sharif on 3rd May 1128 A.D. Sultan Allauddin along with his other delegates came out of the city to receive this caravan of love, spiritualism and blessings. Sultan made necessary arrangements at a place full of blessings of Allah and his sumptuous hospitality for these lovers of Allah. Sultan used to regularly pay visit to Hazret Sultan Bahauddin Valed father of Hazret Mevlana. Soon after arrival in Konya Sharif on 18th Rabi-Us-Sani 628AH, February 1231, eternal soul of Sultan-Ul-Ulema Bahauddin Valed father of Hazret Mevlana departed from this world.

THE DEATH OF MEVLANA

It was said by Hazret Hassam-ud-Din Chalpi that on the day of his death, Hazret Mevlana Rum was taking rest in my lap. All of a sudden, a very beautiful person arrived there. When I saw his dazzeling beauty, I fainted. Hazret Mevlana himself stood up and received him. After some time, when I recovered my senses, I immediately enquired the young man "who are you and why have you come here"?. He replied "I am Izrail and I have been commanded by Allah Almighty to comply the order of Mevlana". At that time, these verses came on the blessed tongue of Hazret Mevlana:-

پیشتر آ پیشتر اے جان من

پیک بابِ حضرت سُلطان من

"My dear, come soon you are the door keeper of the court of my king. Than he said "Bring water in a large basin". He took water from the basin and mingled it on his chest, face and fore-head. Than he said the following verse:-

گر مُومنی و شیرین هم مومن است مردن

در کافری و تلخی هم کافر ست مردن

"If you are a believer, then death will be sweet for you and if you are a disbeliever, your death will be harsh for you". Then he stated "My companions are trying to attract me in this manner and Hazret Shams-ud-Din Tabrezi is calling me on his own side, therefore it is indispensable for me to go to him".

Hazret Hassam-ud-Din Chalpi dared to ask him "Hazret: who will lead your funeral prayer"? Mevlana Rum said "Sheikh Sadar-ud-Din Qaunvi". While stating this, the blessed soul of Mevlana Rum departed from this world at the time of evening in the age of 68 years on 5th Jamadi-us-Sani, 672 AH.

one those who lived in Balkh had hurt heart of Bahauddin Valed, his grandfather. The feelings of this unfading and ever lasting muslim authority and leader were hurt. During these moments he heard the words of Allah Almighty "O[3] The Only Brave man, the ruler of the people and leader, this society has hurt you, you get out from your enemies, let me put them in trouble". On hearing these words the father of Hazret Mevlana moved from Balkh to Hejaz. When he was on way to Hejaz he heard that the Tatars had attacked Balkh and muslim troops had been defeated. They had invaded Balkh, killed people and destroyed large cities. Allah adopts different modes to punish people.

Sultan Valed also stated that surely there is a reason in every event and in result of that there is no doubt but creator of everything is Almighty Allah. Let us hear reasons and results of this migration of Hazret-e-Mevlana. Allah Tuallah showed more favour to the people who lived in Analtolia and thy deserve mercy with Hazret Siddique-Akbar[R A] prayers. The best country is there, but the people of this country are theirs, and the people of this country were not informed of Allah's universe of love. Allah the real creator of the events, did us a favour, he showed a reason and caused us to come to Anatolia from Khurrasan.

After offering pilgrimage in Makkah and Madina-tul-Munawwarah he arrived in Damascus and met with Sheikh-e-Akbar Ibn-e-Arabi who after looking at Mevlana Rumi said to the Sultan-Ul-Ulema that an ocean is moving towards the sea. After a short stay in Damascus this holy caravan proceeded towards Malatya, Erzincan, Karaman, and finally settled in Konya Sharif. Sultan Valed said that Mevlana came to Anatolia from Kaaba' to bring divine grace to the people there. He selected Konya in the state of Anatolia.

STAY IN LARANDA

The historical city of Laranda is now known as Karaman. This holy family graced the city of Karaman for seven years. During this period Hazret Mevlana on advise of his father married Gohar Khatoon the daughter of Sharf-Ud-Din Lala Samarkandi in 1225 A.D. at the age of 18. This marriage blessed family with a son Bahauddin Valed widely known as Sultan Valed. A second son was also born named Alauddin Muhammad. Meantime, mother of Hazret Mevlana expired and was buried in this historical city. On 10th December each year, there are annual celebrations in memory of the mother of Hazret Mevlana who blessed this city with her place of resting. A large number of people participate in these ceremonies annually. The city of Karaman is 110 kilometers from Konya sharif.

O'son there are six signs of lover; first he becomes sick in search of his love and breaths deep sighs in memory of his love. Secondly, his face turns pale "zard". Third, his eyes become a fountain of tears. Fourth, he talks rarely and Fifth is that he is forbidden to sleep. Sixth is that he expresses his love through the pain of his sick heart, which is a unique illness.

Hazret Mevlana Jalaluddin Rumi is lover of Allah Almighty, وآية من آيات الله and a sign from the signs of Allah Almighty. Allah Tabarak Wa Tuallah narrates in surrah Albakara, verse 152 that "you think of me and I will think of you".

Hazret-e-Rumi had dedicated focus of his life in thinking about Allah Almighty and now Allah Tabarak Wa Tuallah according to this verse of Quran is making the recitations of Mevlana Rumi a public call. As the time is progressing there is a rapid growth in adoption of recitations of Rumi. His love has been embedded in the hearts of people of which all of you can extend confirmation and to highlight the Hazret Mevlan Rumi's recitations and messages UNESCO has announced year 2007 as the year to celebrate 800th birthday of Mevlana. Now not in the Islamic world alone but people in Europe and America are also reciting preaches of Mevlana. A number of books have been narrated on Mevlana in most of the languages of the world and this treasure is expanding day by day.

Hazret Mevlana Jalaluddin Mohammad Al-Balkhi then Al-Rumi is amongst the great sufi saints and philosophers of Islam. This great lover of Allah and rising star of the next generation of Hazret Abu Bakr Siddique R A was born near the Balkh area in Khurassan currently in Afghanistan. The generally accepted birth date of Mevlana had been 6th Rabi-ul-Awwal 604 which counts as 30th September 1207. His mother, Moomina Khatoon, belonged to a noble family of Ruknuddin the governor of Balkh. His father Muhammad Bahauddin known as a leader of scholars, "Sultan-Ul-Ulema", and his grandfather was Ahmad Khatibi. Hazret Mevlana had been known by a number of titles he carried. Amongst those titles a few "Khuda-wandgar" (Lord), Mevlana, Rumi, Moulvi Rumi , سر الله الاعظم Janab-e-Pir, Hazret-e-Pir, Hazoor-e-Pir and mystery of Almighty Allah.

The Title of lord was conferred upon Mevlana by his father. In east you are known with the title of "Maulana" and in west as "Rumi". The word Rumi means an Anatolian. Mevlana was known widely as Rumi since he lived in Konya sharif. A city in the province of Anatolia which was called Diar-e-Rome "an area in old Roman empire" in the past.

Sultan Valed son of Hazret Mevlana, according to the book Hazret-i Mevlana, has narrated why his grandfather emigrated from his home town Balkh. He states that

DEAR LOVERS OF HAZRET MEVLANA JALA-UD-DIN RUMI (R.A)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

Let me allow to start the article with one supplication of Hazret Mevlana Jalaluddin Rumi.

بسم اللّٰہ الذی لا یغلب من تمسک بہ ولا یخسر من توکل بہ بسم اللّٰہ علی توبتی،

بسم اللّٰہ علی سرور قلبی، بسم اللّٰہ علی شُکری و شُکری

The best and most difficult stage of Sufism is to get involved in love with Allah Almighty. This is like playing with fire and one who opts for this journey is a moving flame for rest of his life. Hazret Mevlana Jalaluddin Rumi was a real lover of Allah Almighty. Therefore, in Masnavi he had expressed his feelings and emotions on excessive passion of real love and lover.

شادباش اے عشق خوش سودائے ما

اے طبیب جُملہ علت ھائے ما

O' Love stay happy as you are our eternal sanity, "junun", and the only prayer, "duaa", for all ills we have.

Love is a flame, burning bright, it destroys everything but not the beloved ones.

Love is something one can not express in words, it is a sea, one can not sec the sea-bed

If I start explaining the meanings of love it will not be possible to complete explanations even if 100 times day of commotion "Qiyamat" pass away

Hazret Mevlana has provided this brief definition of love and now in order to define lover of Allah Almighty he had narrated which reads out as

عاشقی راشش نشان است اے پسر

آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

Hazret Mevlana
Muhammad Jalaluddin Rumi (R.A)
A SPIRITUAL CHIEF OF
LOVE CARAVAN

مختصر تذکرہ
خانوادۂ قادریہ رزاقیہ گیلانیہ

- ☆ سید عفیف الدین حسین شاہ گیلانی حموی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ تاجدارِ سدرہ شریف سید عبداللہ المعروف سید بادشاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ سید گل بادشاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ سید احمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ نقیب الاشراف سید محمد انور گیلانی رزاقی حموی مدظلہ العالی
- ☆ شجرۂ خانوادۂ قادریہ رزاقیہ گیلانیہ

سید عفیف الدین حسین شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید بدرالدین حیدر شاہ منور جیلانی کے بیٹے ہیں۔ ۱۲۶۲ھ میں حماہ میں پیدا ہوئے۔ اس نسبت سے حموی کے لقب سے معروف ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، بعد میں اپنے وقت کے علماء سے دین اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مخلوق خدا کی اصلاح کیلئے شب و روز سوچنے لگے۔ حماہ علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کے بارے میں سوچتے جو دین اسلام سے دور گمراہیوں میں بھٹک رہے تھے۔ سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اپنے وطن کو چھوڑا اور برصغیر کا رُخ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طویل سفر اونٹوں پر طے کیا۔ جہاں سے گزرتے لوگوں کو اللہ کے دین کی تبلیغ فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی مساعی جمیلہ سے مصر و شام، عراق و ایران اور ہندوستان و افغانستان کے نفوس مستفید ہوئے۔ ہجرت کا طویل سفر طے کرنے کے بعد پشاور پہنچ کر اسی مقام کو اپنا مسکن بنایا اور مخلوق خدا کی اصلاح میں مصروف ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، محدث، فقیہہ، بے مثل خطیب اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں مفتاح العارفین بہت اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ ضخامت کے اعتبار سے ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ توحید، دوسرا حصہ رسالت اور عقائد اور تیسرا حصہ تصوف اسلام پر مبنی ہے۔ کتاب کی زبان فارسی اور پشتو کا مرکب معلوم ہوتی ہے۔ یہ غیر مطبوعہ قلمی نسخہ دربار عالیہ قادریہ سدرہ شریف ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہے۔ صاحب کتاب نے اسی کتاب میں اپنا شجرہ اپنے قلم سے درج کیا ہے۔ کتاب کی تحریر بہت خوبصورت ہے۔ دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب کتاب کتنے خوشنویس تھے۔ کتاب کی زبان بہت دقیق ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ کتاب پشاور میں لکھی گئی ہے۔ فارسی زبان پر قدرے پشتو زبان کا غلبہ نظر آتا ہے۔

اس کتاب میں آپ نے تصوف پر خوب بحث کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ کتاب ہجڑوں کو مرد بناتی ہے اور مردوں کو شیر ببر۔'' مفتاح العارفین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاہکار تصنیف ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مناجات جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد میں شامل تھیں اپنی تصنیف میں درج کی ہیں۔ ان میں سے چند پیش کی جاتی ہیں۔

''یارب کریم اپنے محبوب کریم کے اخلاق کے طفیل میری اولاد کو اپنے فرمانبرداروں کی فہرست میں

لکھ دے اور ایک ہزار سال کیلئے ان میں جو نسلاً بعد نسل پیدا ہوتے رہیں انکو اپنے قہر و غضب سے محفوظ فرما"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پشاور میں مقیم ہو کر امت مسلمہ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ غوثیہ تعلیمات کو عام کیا قادریہ طریقے کو فروغ دیا۔ ۱۳۳۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار بیرون یکہ توت شاہ باغ کالونی پشاور میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے دو فرزند چھوڑے سید گل بادشاہ اور سید عبداللہ المعروف سید بادشاہ۔ سید بادشاہ اپنے وقت کے کامل ولی تھے۔ سید گل بادشاہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا سلسلہ چلا۔

تاجدار سدرہ شریف

حضرت سید عبداللہ المعروف سید بادشاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ، پیر لاثانی سید عبداللہ الگیلانی الرزاقی الحموی ۲۶ ذی الحجہ بروز ہفتہ ۱۳۰۲ ہجری کو پشاور شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی سند الواصلین، سید عفیف الدین حسین الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جید عالمِ دین، محدث اور صوفی بزرگ تھے۔ وہ اپنے والد سید بدر الدین حیدر منور رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ چھوٹی عمر میں ملک شام کے شہر حماۃ سے ہجرت کر کے مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے شہر پشاور میں سکونت پذیر ہوئے۔

الشیخ السید عبداللہ بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت اور تعلیم خاندانی روایت کے مطابق اپنے والدِ گرامی سے ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے مختلف علومِ اسلامیہ کیلئے مختلف علماء وقت سے استفادہ کیا اور علومِ اسلامیہ کی تکمیل کی۔ آپ نے قرآن، حدیث، تفسیر، تاریخ، تمام علوم معقولات و منقولات دیگر مقامی علماء سے مکمل کرنے کے بعد اپنے خاندانی مریدین کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سنبھالی۔

سید عبداللہ بادشاہ نے جب تمام علوم کی تکمیل کر لی تو آپ کے والدِ گرامی سید عفیف الدین حسین الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستارِ خلافت عطا فرما کر مسندِ ارشاد کی زینت بنا دیا۔

سید عبداللہ بادشاہ انتہائی حسین و جمیل اور پروقار شخصیت کے مالک تھے۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ آپ کو نظر بھر کر دیکھنا مشکل تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اعضاء کے تناسب و توازن کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ نفاست و پاکیزگی کی ایک ایسی کشش عطا کی تھی کہ ہر دیکھنے والا عقیدت سے آپ کی بارگاہ میں حاضری کو ضروری خیال کرتا تھا۔ حدیث شریف کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ولی کی نشانی ہے کہ اسے دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے۔ حضرت

مزارِ پُرانوار حضرت سید عبداللہ بادشاہ الگیلانی الحموی کا بیرونی منظر

مزارِ پُرانوار
حضرت الشیخ السید
گل بادشاہ الگیلانی الحموی
کا اندرونی منظر

مزارِ پُرانوار
نقیب الاشراف الشیخ
السید احمد الگیلانی الحموی
کا اندرونی منظر

نام سے دنیا میں مشہور ہو گئی۔ ہر سال مارچ کے دوسرے جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو آپ کا سالانہ عرس مبارک بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ پوری شرعی حدود و قیود کے ساتھ منایا جاتا ہے جس میں پاکستان اور بیرونی ممالک سے بھی لوگ کثیر تعداد میں شرکت کر کے روحانی و ایمانی دولت سے مستفیض ہوتے ہیں۔

سالانہ عرس کی تقریبات کی صدارت نقیب الاشراف، امام الصلحاء، الشیخ السید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مسند نشین درگاہِ گیلانیہ غوثیہ، قادریہ سدرہ شریف فرماتے ہیں تین دن علمائے کرام کی تقاریر، نعت خوانی، تلاوتِ کلام پاک اور ذکر و اذکار کی محافل انعقاد پذیر ہوتی ہیں۔ (جمع و ترتیب: عارف علی قادری، نظام پورہ)

حضرت سید گل بادشاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید عفیف الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے ۴ شعبان ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۸۹۷ء پشاور میں پیدا ہوئے۔ ابتداء ہی سے طبیعت خلوت کی طرف مائل تھی۔ اکثر عبادت میں مصروف رہتے۔ عاجزی و انکساری بدرجہ اتم موجود تھی۔ دین کے معاملات میں بہت احتیاط سے کام لیتے۔ فقہی مسائل کو سلجھانے میں مہارت رکھتے تھے۔ ۲۷ سال کی عمر میں ۱۳۴۴ھ میں رحلت فرما کر بیرون یکہ توت پشاور مدفون ہوئے۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا چھوڑا جس کا نام سید احمد شاہ گیلانی تھا۔

حضرت سید احمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید گل بادشاہ کے صاحبزادے اور سید بادشاہ کے بھتیجے تھے۔ سید بادشاہ لاولد تھے۔ آپ ۱۹۱۸ء پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر سات سال تھی کہ آپ کے والد سید گل بادشاہ بعمر ۲۷ سال وفات پا گئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے چچا سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں ہوئی۔ مروجہ اسلامی علوم کی تحصیل کے ساتھ علمِ طب میں تعلیم حاصل کی اور فوج میں ملازم ہو گئے۔ مخلوقِ خدا کی خدمت کا جذبہ ہر وقت دل میں موجزن رہتا تھا۔ حاجت مندوں کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے بلکہ جو کچھ بھی اپنے پاس ہوتا وہ اُن کو پیش کر دیتے۔ ۵ نومبر ۱۹۸۳ء وفات پا کر اپنے چچا سید بادشاہ کے پہلو میں سدرہ شریف مدفون ہوئے۔

نقیب الاشراف سید محمد انور شاہ گیلانی

آپ ۸ ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۹۵۷ء محلہ میر جمال شاہ کوچہ بغدادیہ پشاور شہر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم

اپنے والد گرامی اور اپنے دادا سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ روحانی پرورش ولی کامل سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں پائی۔ تنظیم المدارس کا امتحان امتیازی پوزیشن میں پاس کیا۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ الازہر یونیورسٹی میں رہے اور پھر احیائے دین کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ ۱۳ سال کی عمر میں سید بادشاہ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ آپ نے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ آپ سید بادشاہ کی ہو بہو شبیہ اور ہمشکل ہیں۔ آپ کی زیارت کر کے دل کو سکون ملتا ہے۔ آپ شرم وحیا کا پیکر اور سنت نبوی کا عملی نمونہ ہیں۔ آپ کے شانوں پر گھنگھریالے بال، سرخ وسپید کھلتے چہرے پر خوبصورت سنت کے عین مطابق داڑھی، سر پر سید بادشاہ کی عطا کردہ دستار اور جسم اقدس پر غوثیہ جبہ ہر دیکھنے والی آنکھ کو گرویدہ بنا لیتا ہے۔ آپ محبت وشفقت اور خُلق محمدی ﷺ کا پیکر اتم ہیں۔ چھوٹے بڑے کا کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں۔ عاجزی وانکساری آپ کو وراثت میں ملی ہے۔ ہر سال تبلیغی دورے پر بیرون ملک جاتے ہیں۔ درگاہ غوثیہ، ایران وعراق اور مصر وشام کے بعد اللہ کے گھر اور در رسول اکرم ﷺ پر حاضری ہوتی ہے۔ آپ کے ہمراہ عقیدت مندوں کا ایک قافلہ بھی ہوتا ہے۔ آپ اردو، عربی، سرائیکی، پشتو اور پنجابی میں روانی سے خطاب فرماتے ہیں۔ آپ کے وعظ دلنشین اور اثر آفریں ہوتے ہیں۔ قرآن مجید خوبصورت لہجے میں پڑھتے ہیں۔ آپ کی زبان سے نکلنے والا ہر بول دل میں اتر جاتا ہے۔ اپنے مہمانوں کیلئے خوبصورت ہال اور کمرے تعمیر کرائے ہیں۔ بڑی گیارہویں شریف کی تقریب بڑے اہتمام سے منعقد کراتے ہیں۔ لاہور بغدادی ہاؤس میں عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ ملک کے گوشے گوشے سے علماء سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حضور ہدیہ تبریک پیش کرنے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے بغدادی ہاؤس کے ساتھ وسیع وعریض جامع مسجد حماہ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ آپ ہر سال گیارہویں شریف کی تقریب کے علاوہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کانفرنس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ یہ عموماً لاہور شہر کے الحمرا ہال یا جناح ہال میں منعقد ہوتی ہے۔ اس کانفرنس میں ریسرچ سکالرز سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ اور تعلیمات پر مقالات پڑھتے ہیں بعد ازیں آپ کا خطاب ہوتا ہے۔ (نوٹ: مزید تفصیلی معلومات کیلئے کتاب فیضان قادریہ رزاقیہ، تعارف خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ اور گلشن فقہ وتصوف کا مطالعہ فرمائیں)
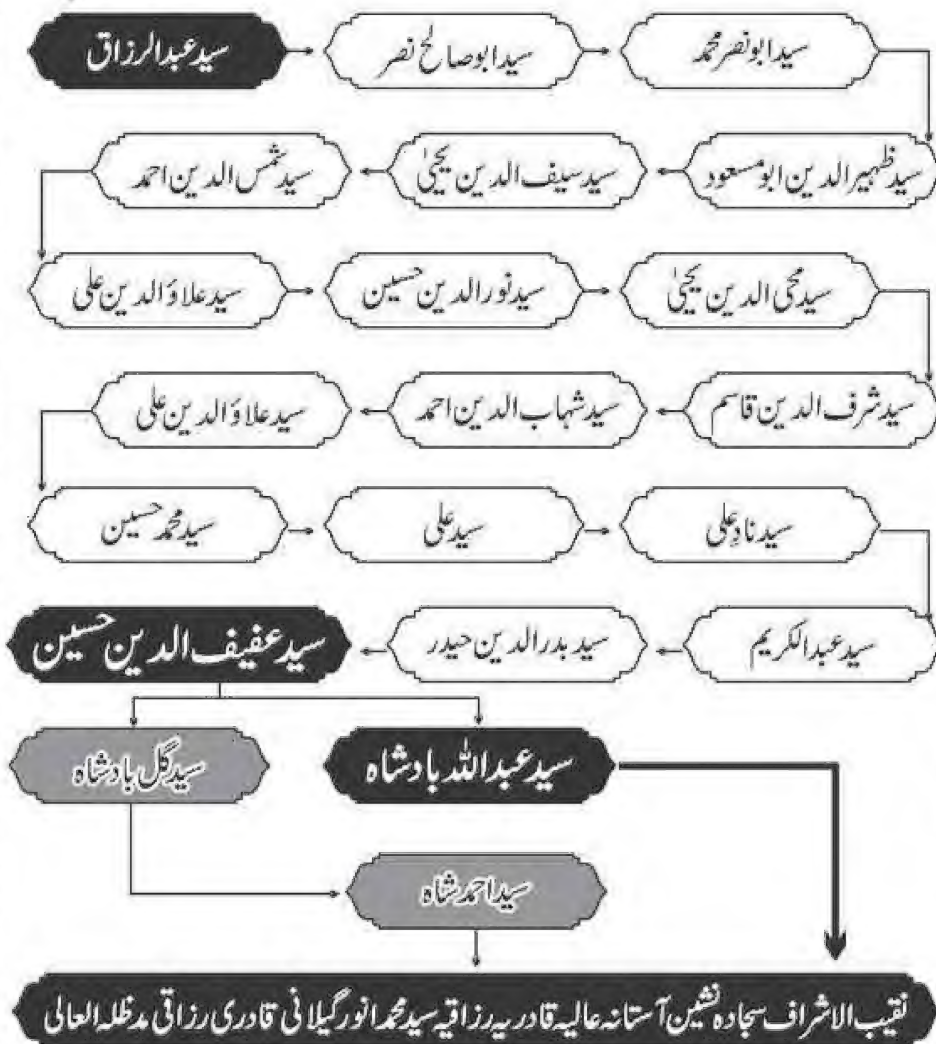
(ماخوذ از کتاب ''فیضان قادریہ رزاقیہ''، تالیف پروفیسر محمد حسین آزاد القادری، صفحہ ۲۳۷)

مكتبة
المدرسة القادرية العامة
بغداد - الشيخ - الحضرة القادرية

العدد:
التاريخ: ٢٠/٢/٢٠١٣م

مع التحية والاحترام

تعارف خانوادہ رزاقیہ گیلانیہ

امين المكتبة القادرية العامة

٢٠/٢/٢٠١٣

کتاب ''تعارف خانوادۂ رزاقیہ گیلانیہ'' کا ایک نسخہ مصنف کتاب ہذا نے اپنے سفرِ زیاراتِ مقدسہ (فروری ۲۰۱۳ء) کے دوران بغداد شریف میں حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسہ مبارکہ کی لائبریری میں پیش کیا جس کے جواب میں لائبریری کے انچارج نے مؤرخہ ۲۰ فروری ۲۰۱۳ء کو مذکورہ بالا خط بنام سید حسنین محی الدین الکیلانی الحموی المحترم بذریعہ افتخار احمد قادری ارسال کیا جس میں شکریے کے ساتھ وصولی کتاب کی اطلاع ہے۔

- ☆ درود و سلام کا نادر و انمول انسائیکلو پیڈیا
- ☆ فضائل و مناقب خاتونِ جنت سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا
- ☆ سدرہ شریف تا مدینہ شریف براستہ شامِ مبارک
  (شہزادۂ غوث الثقلین سید محمد انور گیلانی مدظلہ العالی کا سفرنامہ ''دیارِ حبیب ﷺ و ملک شام''
- ☆ سفرنامہ ''زیاراتِ عراق، اُردن و حجازِ مقدس''
- ☆ سفرنامہ ''زیاراتِ تاشقند و سمرقند و بخارا شریف''
- ☆ خیر التابعین بادشاہِ حبشہ ''شاہِ نجاشی رحمۃ اللہ علیہ''

No.F.5-6/2013-DBNB
GOVERNMENT OF PAKISTAN
NATIONAL HISTORY & LITERARY HERITAGE DIVISION
NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN

Islamabad 03, April, 2019

Subject:- **ACKNOWLEDGE RECEIPT.**

Dear Sir,

I acknowledge with thanks the receipt of the following books/brochures delivered to National Library of Pakistan under Copyright Law:
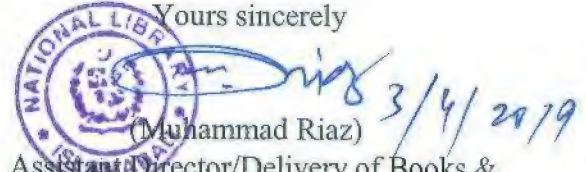
تعداد کتب	سال اشاعت	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
01	1999	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مقدسہ (تحریر و تصاویر)	-1
01	2000	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ ایران و افغانستان (تحریر و تصاویر)	-2
02	2000	افتخار احمد حافظ قادری	زیارتِ حبیب ﷺ	-3
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	ارشاداتِ مرشد	-4
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	خزانۂ درود و سلام	-5
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	دیارِ حبیب ﷺ (تحریر و تصاویر)	-6
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	-7
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	قصائدِ غوثیہ	-8
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرزمینِ انبیاء و اولیاء (تصویری البم)	-9
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات اولیائے پاکستان (تصویری البم)	-10
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	-11
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	-12
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	مقاماتِ مبارکہ آل و اصحابِ رسول ﷺ	-13
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شام (تصویری البم)	-14
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شہر رسول ﷺ (تصویری البم)	-15
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	-16
02	2005	افتخار احمد حافظ قادری	فضیلتِ اہل بیتِ نبوی ﷺ	-17
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مصر (تحریر و تصاویر)	-18
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہ پیر رومی میں (تحریر و تصاویر)	-19

-20	سفرنامہ زیارات مراکش (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-21	زیارات مدینہ منورہ (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-22	زیارات ترکی (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-23	زیارات اولیائے کشمیر (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
-24	گلدستہ دُرُودوسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
-25	تکمیل الحسنات	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-26	انوارالحق	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-27	خزینۂ دُرُودوسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-28	فرموداتِ حضرت داتا گنج بخش ؓ	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-29	التفکر والاعتبار	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-30	70 صیغہ ہائے دُرُودوسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-31	ورفعنا لک ذکرک (92 صیغہ ہائے دُرُودوسلام)	افتخار احمد حافظ قادری	2011	01
-32	زیارات ایران (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2012	01
-33	سفرنامہ زیارت ترکی (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-34	کتابچہ حضرت دادابراس ؒ	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-35	ہدیۂ دُرُودوسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-36	سفرنامہ زیارات عراق واُردن (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-37	دُرُودوسلام کا نادروانمول انسائیکلوپیڈیا (جلداول وجلددوم)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-38	سدرۃ شریف تامدینہ منورہ (تحریروتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
-39	شانِ بتول ؓ بزبانِ رسول ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
-40	الصلوات الالفیہ/صلوات النبویۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2015	01
-41	شانِ علی ؓ بزبانِ نبی ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-42	عظائم الصلوٰات والتسلیمات	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-43	شانِ خلفائے راشدین ؓ بزبانِ سید المرسلین ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-44	سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب ؓ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-45	الصلوات الالفیۃ باسماء خیرالبریۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01
-46	سفرنامہ زیارات ازبکستان	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01

01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	شاہِ حبشہ حضرت اصحمۃ النجاشی رضی اللہ عنہ	-47
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ زیارتِ ترکی	-48
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	صلاۃ وسلام برائے زیارت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم	-49
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ زیارت شام	-50
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	سیدنا ابوطالب رضی اللہ عنہ	-51
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	الفية الصلوات على فخر الموجودات	-52
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	مناقب والدین مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم	-53
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	حیات انور	-54
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	شہزادیٔ کونین علیہا السلام	-55
01	2019	افتخار احمد حافظ قادری	مومنین کی مائیں	-56

2. These valuable books have been added in the National Library Collection. The readers of the Library will get Knowledge and information from these books. I hope that National Library of Pakistan will receive all forthcoming publications in future.

With regards,

Yours sincerely

3/4/2019

(Muhammad Riaz)
Assistant Director/Delivery of Books & Newspapers Branch

Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri,
House 999/A-6, Street No.9,
Afshan Colony,
Rawalpindi Cantt.
Cell: 0344-5009536

مختصر تعارف

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی، راولپنڈی

ملازمت

- پاکستان میں موجود غیر ملکی سفارت خانوں (شام، لبنان، قطر، سعودی ملٹری اتاشی) میں تقریباً 20 سال بطور معاون عربی زبان و اکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔
- سعودی عرب (وزارت دفاع، ابواب الروضۃ، تیمورک العربیۃ السعودیۃ) میں تقریباً 10 سال بطور معاون عربی زبان و اکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔

فوجی اعزازات (ایوارڈز)

- سعودی وزارت دفاع، ریاض میں بطور سعودی یونیفارم پرسن خدمات سرانجام دیں اور دوران ملازمت حکومت سعودیہ کی طرف سے 2 فوجی ایوارڈز سے نوازا گیا۔

لسانیات

- پاکستان میں سعودی عرب کے ثقافتی سنٹر "مركز تعليم اللغة العربية" سے عربی زبان کا دو سالہ کورس مکمل کیا۔
- سفارت خانہ ایران کے زیر انتظام ثقافتی سنٹر خانہ فرہنگ ایران سے فارسی زبان کا ایک سالہ ایڈوانس کورس مکمل کیا۔

زیارت مقدسہ کے اسفار

- وطن عزیز میں موجود زیارت مقدسہ کے علاوہ 11 بلاد اسلامیہ (حجاز مقدس/ شام/ مصر/ مراکش/ ایران/ عراق/ اردن/ لبنان/ افغانستان/ ترکی) میں کئی کئی بار زیارت مقدسہ پر حاضری کے لئے طویل ترین سفر طے کئے اور ان سفروں کے نتیجے میں کئی سفرنامے منظر عام پر آئے۔

تحریری کاوشیں

- الحمدللہ! اب تک 60 کے قریب کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں بلادِ اسلامیہ میں زیارت مقدسہ کے سفرنامے، شخصیات (خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، خلفائے اربعہ، شاہِ حبشہ) اور درود و سلام کی کتب سرِفہرست ہیں۔

مضامین و مقالات

- روزنامہ نوائے وقت، الاخبار، اوصاف، دی نیشن، مجلّہ ضیائے حرم، فیضان سدرۃ، پیغام آشنا، نور الحبیب، کاروانِ قمر، طلوعِ مہر اور آئینہ کرم کے علاوہ دیگر کئی رسائل و جرائد میں 100 سے زائد مضامین و مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

عالمی کانفرنسز میں شرکت

- سال 1983 اور سال 1984 میں وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف سے OIC کے زیر انتظام دو بین الاقوامی کانفرنسز میں بطور معاون عربی زبان شرکت کی۔
- اکتوبر 2007 میں سرزمین ایران میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ پر منعقدہ عالمی رومی کانفرنس میں راولپنڈی ڈویژن کی طرف سے شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مارچ 2008 میں یونیورسٹی آف سرگودھا میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

روحانی سعادتیں اور اعزازات کا حصول

- ستمبر 1996 میں 2 بار بیت اللہ شریف کے اندر حاضری کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔
- مرکزی مسجد حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں 16 اکتوبر 2001 نماز فجر کی اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مفتی اعظم عراق حضرت الشیخ السید عبدالکریم بیارہ رحمۃ اللہ علیہ کی 2 بار زیارت کا شرف حاصل ہوا، یہ وہ خوش نصیب شخصیت تھیں جنہیں سال 1932ء میں 2 صحابہ اکرام کے مزارات مبارک کی منتقلی کے موقع پر ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

25/09/2019

التماسِ دُعا

معزز قارئین کرام سے درخواست ہے

کہ حضور پُر نور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی

اُمتِ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندی

درجات کیلئے دُعا فرمائیں اور بالخصوص

مصنف کتاب ہذا اور اُس کے مرحوم والدین

کریمین کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست

ہے۔شکریہ

افتخار احمد حافظ قادری

بارگاہِ سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ .... تا .... بارگاہِ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

(سدرہ شریف، پاکستان) (ترکی، قونیہ شریف)

شہزادۂ غوث الثقلین سید محمد انور گیلانی مدظلہ العالی

کا

”سفرنامہ زیاراتِ تُرکی“

2nd Edition